صائمہ اکرم چوہدری

سیاہ حاشیہ

سیاہ حاشیہ پار مت کرو۔" پچھتاؤ گی۔ ایک نادیدہ آواز روکتی رہی لیکن وہ لڑکی نہ رکی۔ سیاہ حاشیہ عبور کر گئی اور تب اسے احساس ہوا کہ اپنے لیے جہنم خرید چکی ہے۔

☼ ☼ ☼

عدینہ کاٹھ کباڑ میں اپنی پرانی ڈائریاں تلاش کر رہی ہے تو اسے ایک کتبہ ملتا ہے۔ جس پر اس کی والدہ صالحہ رفیق کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہوتی ہے۔ وہ بری طرح الجھ جاتی ہے۔ اس کی والدہ تو زندہ ہیں پھر یہ کتبہ کس نے اور کیوں بنوایا ہے۔ تب ہی اس کی والدہ صالحہ آجاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈائریاں تو انہوں نے ردی والے کو دے دی ہیں۔ عدینہ کو بہت دکھ ہوتا ہے پھر اسے کتبہ یاد آتا ہے تو وہ سوچتی ہے کہ عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھے گی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ناولٹ

عبداللہ پابند صوم وصلوۃ وہ مسجد کا موذن بھی ہے اور اس نے عربی میں ایم فل کر رکھا ہے عدینہ کی اس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہے۔ عدینہ ہاسٹل میں رہتی ہے اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

عدینہ کے والد مولوی رفیق کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ماں سے زیادہ دادی سے قریب ہے مونا اس کی کزن ہے۔ وہ حویلیاں شہر سے قرآن حفظ کرنے ان کے گھر آئی ہے۔

عدینہ عبداللہ سے بہت محبت کرتی ہے۔ عبداللہ بھی اسے چاہتا ہے لیکن شرعی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے والی صالحہ آپا نے منگنی ہونے کے باوجود انہیں آپس میں بات چیت کی اجازت نہیں دی۔

شانزے ماڈل بننا چاہتی ہے۔ ریمپ پرواک کرتے ہوئے اس کا پاؤں مڑ جاتا ہے اور وہ گر جاتی ہے۔

ڈاکٹر بینش نیلی کوٹھی میں اپنے بیٹے ارحم کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کے شوہر کرنل ڈاکٹر حماد کا انتقال ہو چکا ہے۔

نیلی کوٹھی کے دوسرے حصے میں ان کے تایا ڈاکٹر جلال اپنی بیوی اور پوتی اوریدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں اور اکلوتا بیٹا تیمور لندن میں مقیم ہے۔ بیوی کی وفات کے بعد تیمور نے اوریدا کو پاکستان اپنے باپ کے پاس بھجوا دیا ہے۔ بیٹا ماہیران کے پاس لندن میں ہے۔

اوریدا اور ارحم کی بہت دوستی ہے جو ڈاکٹر بینش کو بالکل پسند نہیں۔ ڈاکٹر بینش تیمور کے نام سے بھی نفرت کرتی ہیں۔

عبداللہ عدینہ کو اپنا سیل نمبر بھجواتا ہے۔ صالحہ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شدید غصہ ہوتی ہیں اور نمبر پھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔

سرمد اپنے دوست کے پروڈکشن ہاؤس میں جاتا ہے تو وہاں شانزے کو دیکھتا ہے۔ شانزے اس کی منتیں کر رہی ہے کہ وہ ایک چانس اسے دے کر دیکھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شانزے سخت مایوسی کا شکار ہے۔ رباب اس کی روم میٹ اسے تسلی دیتی ہے تو وہ بتاتی ہے کہ اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف ایک پھوپھی ہیں جن کے گھر میں اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس کی ماں اسے پھینک کر چلی گئی تھی اور باپ کو کسی مذہبی جنونی نے قتل کردیا۔ شانزے کا خاندان مسلمان ہے لیکن وہ کسی مذہب کو نہیں مانتی۔ ہاسٹل میں رہنے کے لیے اس نے کالج میں داخلہ لے رکھا ہے۔ وہ شوبز میں اپنا نام بنانا چاہتی ہے۔

آپا صالحہ نے عدینہ کی عبداللہ سے منگنی توڑدی ہے۔ عبداللہ عدینہ سے ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ عدینہ چھت پر جاتی ہے تو عبداللہ وہاں آجاتا ہے۔ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ عدینہ کو برا بھلا کہتی ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہیں۔

اوریدا ارصم کے ساتھ پیپر دینے جاتی ہے۔ ارصم باہر اس کا انتظار کرتا ہے۔ وہ اوریدا کو واپس لے کر آتا ہے تو ڈاکٹر بینش اسے بہت ڈانٹتی ہیں کیونکہ وہ ان کی گاڑی لے کر جاتا ہے۔ اوریدا اپنے باپ تیمور کو یہ بات بتاتی ہے تو وہ اس کو نئی گاڑی خرید کر دے دیتے ہیں' آغا جی کو یہ بات بری لگتی ہے۔

ٹی وی پر ایک مذہبی پروگرام دیکھتے ہوئے صالحہ آپا شدید جذباتی ہو کر رونے لگتی ہیں۔ عدینہ کو اسٹور روم کی صفائی کے دوران ایک تصویر ملتی ہے جو کسی مرد کی ہے۔

ارصم اوریدا کو گاڑی چلانا سکھاتا ہے۔ اوریدا کے امتحان میں کم نمبر آتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتی ہے۔

مونا عدینہ کو بتاتی ہے کہ آپا نے اس کی منگنی اس لیے توڑی کہ وہ چاہتی تھیں کہ عبداللہ عدینہ سے فوراً شادی کرلے۔ عبداللہ نے فوراً شادی سے انکار کردیا تھا۔

عبداللہ تبلیغی دورے پر جاتا ہے تو اس کا جہاز کریش ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کی خبر آجاتی ہے۔

عدینہ پر عبداللہ کی موت کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے بری طرح بدظن ہو جاتی ہے۔

شانزے جب بھی کوئی غلط کام کرنا چاہتی ہے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے۔ رباب اسے سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غلط راستوں سے بچانا چاہتا ہے۔

ارسل' شانزے کو زخمی ہونے پر تسلی دیتا ہے' وہ بتاتا ہے کہ ایڈمیں کام کے لیے اس نے سفارش کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ شانزے اسے اپنا بھائی سمجھے۔

ارحم بہت اچھے نمبروں سے ایف ایس سی کرلیتا ہے۔ ڈاکٹر بینش اس خوشی میں ڈنر دیتی ہیں۔

عدینہ فیصلہ سنادیتی ہے کہ اسے ڈاکٹر نہیں بننا۔ یہ سنتے ہی آپا صالحہ شدید پریشان ہو جاتی ہیں۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

ساتویں قسط

"کہاں تھیں تم؟ ہر جگہ تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں ہم۔؟" بختاور کی والدہ اسے دیکھتے ہی غصے سے برس پڑیں۔

"یہیں پر تھی امی۔" وہ ایک دم بوکھلا سی گئی۔ بابا کی جانچتی ہوئی سرد نگاہیں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہاں' کہاں پر؟" وہ ناراضی سے گویا ہوئیں۔

"تمہاری کلاس روم' لیب' ہوسٹل' ہر جگہ تو ہم نے چھان ماری۔"

"کہیں ڈسپنسری تو نہیں چلی گئی تھیں تم۔" نیلم نے مشکل لمحات میں اسے ہمیشہ کی طرح سہارا دیا۔

بختاور نے تشکر آمیز نگاہوں سے اپنی پرخلوص دوست کو دیکھا' جو اس وقت خود بھی خاصی پریشان لگ رہی تھی۔ لگتا تھا اس کے والدین نے اسے بھی خاصا مشکل میں ڈالا تھا۔

"ہاں ہاں میں' وہیں تھی۔" بختاور کی زبان جھوٹ بولتے ہوئے لڑکھڑائی۔

"ٹھیک ہے' ہوسٹل چلو اور اپنا سامان پیک کرو' ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔" اس کے والد نے پہلی دفعہ گفتگو میں حصہ لیا۔ بختاور نے بوکھلا کر ان کی طرف دیکھا' وہ اس قدر ایمرجنسی دورے کے لیے تیار نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تھی۔

"لیکن میں کیسے جاسکتی ہوں۔؟" وہ بوکھلائی۔ اس کے والد نے ناراض نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ جسے پوچھ رہے ہوں کہ کیوں نہیں جاسکتیں۔

"آج کل ہمارے بہت اہم ٹیسٹ نور پریکٹیکل چل رہے ہیں۔" بختاور نے ایک دفعہ پھر جھوٹ بولا۔

"میرا جانا ضروری ہے کیا۔؟" وہ ہلکا سا اٹک کر بولی۔

"ہاں' کیونکہ اس جمعے کو تمہارا نکاح ہے فیصل سے۔" اس کی والدہ نے اس کے اعصاب پر بم گرایا۔

"اس لیے ہمیں آج ہی نکلنا ہوگا یہاں سے۔"

لیکن' کل تو میرا بہت اہم پریکٹیکل ہے۔ وہ تو میں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتی۔" بختاور نے احتجاجی نگاہوں سے اپنے والدین کی طرف دیکھا جو بغیر بتائے ہی اسے لینے کے لیے وہاں پہنچ چکے تھے۔

"ٹھیک ہے' تم کل صبح اپنا پریکٹیکل دو۔ ہم شام میں یہاں سے نکل جائیں گے۔" اس کے والد نے رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا تو بختاور کے حلق سے ایک پرسکون سا سانس خارج ہوا۔

"اتنا بھی ضروری نہیں ہے پریکٹیکل۔" اس کی والدہ نے برہم انداز سے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ وہ آج ہی واپس جانا چاہتی تھیں۔

"ٹھیک ہے اسے اپنا کام کرنے دو' ہم کل شام میں بھی جاسکتے ہیں۔" اس کے والد فیصلہ کر چکے تھے۔

"میرا تو خیال ہے' ابھی چلتے ہیں۔" اس کی والدہ کی چھٹی حس انہیں کوئی اچھا پیغام نہیں دے رہی تھی۔

"اب ایسی بھی کوئی ایمرجنسی نہیں ہے' مجھے بھی یہاں اپنے ایک دو کام نبٹانے ہیں۔" وہ اپنے مزاج کے مطابق فوراً" ہی بھڑکے۔ تب اس کی والدہ مصلحتاً" خاموش ہو گئیں۔

وہ دونوں اسے کچھ ضروری ہدایات دے کر پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔ جب کہ وہ دونوں مین گیٹ کے ٹیرس میں آکر بیٹھ گئیں۔ بختاور بالکل خاموش تھی' اس کے دماغ میں مختلف سوچوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔

"تم واقعی فیصل سے شادی کرلوگی۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا۔" نیلم کو اس پر غصہ آیا۔

"دماغ ضرور خراب ہوا ہے' لیکن میرا نہیں' میرے والدین کا۔" اس کے لہجے میں کیا تھا' غصہ' نفرت اور شکوہ۔

"ہاں' وہ تو مجھے ان سے مل کر اندازہ ہوگیا ہے۔" نیلم نے صاف گوئی سے کہا' بختاور نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا' وہ کچھ پریشان تھی۔

"ویسے تم ہاشم کے ساتھ گئی کہاں تھیں۔؟" نیلم کو اچانک ہی خیال آیا۔

"ہم لوگ ہاشم کے کسی دوست سے ملنے ایگری کلچر ڈپارٹمنٹ میں گئے تھے۔" بختاور نے اس دفعہ اعتماد سے جھوٹ بولا۔

"تمہارے پیرنٹس کو اچانک ڈیپارٹمنٹ میں دیکھ کر میری تو ہوائیاں ہی اڑ گئیں' میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ ایک دم چھاپہ بھی مار سکتے ہیں۔" نیلم

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف
سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

سوچ نگر کی رانی

وضیہ جمیل

قیمت -/350 روپے

ملنے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر:
32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے پریشان سے انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
"ہوں۔" بختاور کا دماغ ابھی تک اپنے نکاح میں الجھا ہوا تھا۔
"میں ان کو لے کر ہوسٹل پہنچی تو تم وہاں بھی نہیں تھیں۔" نیلم نے اسے سارا قصہ شروع سے سنانا شروع کیا۔
"پھر کیا ہوا۔؟" بختاور نے یونہی پوچھا۔
"تمہارے پیرنٹس تو ایک دم ہی گھبرا گئے' اور تمہاری امی نے تمہارے سامان کی تلاشی لینا شروع کردی' پتا نہیں کیوں۔" نیلم کی بات پر وہ پھیکے سے انداز سے مسکرائی' وہ سمجھ سکتی تھی کہ ان کے ذہن میں کیا چل رہا ہوگا۔
"وہ سوچ رہی ہوں گی کہ کہیں میں وہاں سے بھاگ تو نہیں گئی۔" وہ تلخ انداز سے کہہ کر اپنے ناخنوں سے نیل پالش کھرچنے لگی۔
"استغفراللہ۔ کیسی فضول باتیں کررہی ہو۔" نیلم برامان گئی۔
"تم کیوں اتنی حواس باختہ ہوگئی تھیں۔؟" بختاور نے اس کی توجہ دوسری جانب مبذول کرانے کے لیے پوچھا۔
"مجھے ڈر تھا کہ تم اور ہاشم کیمپس میں اکٹھے ہوں گے اور ایسا نہ ہو تم دونوں کو اکٹھا دیکھ کر تمہارے والد مشتعل ہوجائیں اور یونیورسٹی میں کوئی ہنگامہ ہی کھڑا نہ ہوجائے۔" نیلم نے اپنی اصل پریشانی بتائی۔
"پھر مجھے اکیلا دیکھ کر تو تم نے سکون کا سانس لیا ہوگا۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔
"ایسا ویسا' پورے پچاس نفلوں کی منت بھی مانگ لی تھی میں نے۔" اس نے مسکراتے ہوئے اطلاع دی۔
"کاش ہاشم بھی اس وقت میرے ساتھ ہوتا۔" بختاور نے افسردگی سے ٹھنڈا سانس بھرا تو نیلم نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔ جیسے اس کے دماغ کی خرابی کا یقین آگیا ہو۔
"کیوں' اس بے چارے کی ٹانگیں تڑانی تھیں۔" نیلم نے منہ بنایا۔
"شاید بابا اس سے ایک دفعہ مل لیتے تو انہیں بھی یقین آجاتا کہ وہ کتنا اچھا لڑکا ہے۔" بختاور کا دل خوش فہمی کی اسی پٹڑی پر کھڑا تھا۔
"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" نیلم نے یکسر ہی اس کی بات کو مسترد کیا۔ "تمہارے والد صاحب کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی ہے' مجھے ان کے بات کرنے کے اسٹائل سے ہی پتا چل گیا تھا کہ وہ کسی اور کی کہاں سنتے ہوں گے۔ بہت ہی روکھا پھیکا اور سرد انداز ہے ان کا۔" نیلم کو اس کے والد سے مل کر خاصی مایوسی ہوئی تھی۔
"وہ شروع سے ایسے ہی ہیں۔" بختاور پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔
"تمہاری والدہ کا حوصلہ ہے جو ایسے غصیلے اور ہٹ دھرم شخص کے ساتھ رہتی ہیں۔"
نیلم کی بات پر اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اس کا دماغ تو کسی اور ہی حساب کتاب میں الجھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا اس کے پاس ٹائم کم ہے اور اگر یہ وقت اس کے ہاتھ سے پھسل جاتا تو وہ کہیں بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہتی۔ نیلم اس سے کچھ پوچھ رہی تھی اور وہ جواب کچھ اور دے رہی تھی۔ اس وقت حقیقتاً" وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ دونوں کیفے ٹیریا سے اٹھ کر ہوسٹل کی طرف چل پڑیں۔
"بختاور! تمہارا دھیان کہاں ہے آخر۔؟" نیلم نے چلتے ہوئے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا۔
"ہاں۔ یہیں ہوں۔" وہ فوراً" ہی ہوش کی دنیا میں آئی۔ "تم ہوسٹل جاؤ' مجھے ہاشم سے ملنا ہے۔"
"ابھی تو اس سے مل کر آئی ہو۔" نیلم جھنجھلا سی گئی۔
"مجھے اس سے کچھ چیزیں فائنل کرنا ہیں اور اسے بابا جان کی آمد کا بھی بتانا ہے۔" بختاور کے پاس ایک ٹھوس وجہ تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نیلم نے الجھ کر اس کا چہرہ دیکھا' اسے پہلی دفعہ بختاور کے چہرے پر وہی سختی اور ہٹ دھرمی نظر آئی جو اس نے کچھ دیر پہلے اس کے والد کے چہرے پر دیکھی تھی۔ پہلی دفعہ نیلم کو احساس ہوا کہ بختاور بھی اتنی آسانی سے ہار نہیں مانے گی لیکن وہ کیا کرنے والی ہے یا کیا کچھ کر چکی ہے؟ اس چیز کی تو نیلم کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

"یار! بہت ہی نخرا ہے تمہاری بہن کا۔" ماہیر اور سرمد دونوں اس وقت شانزے کے ہوسٹل کے باہر والی سڑک پر گیٹ کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ ماہیر نے ہاتھوں میں ایک بکے اور سوری کا کارڈ اٹھا رکھا تھا اور سرمد بے چین سے انداز سے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا' جہاں سے شانزے نے برآمد ہونا تھا۔

"تم کون سا کسی سے کم ہو' اس دن کتنا ایٹی ٹیوڈ دکھا رہے تھے اسے۔" سرمد کو بھی اس پر ابھی تک غصہ تھا۔

"مجھے کیا پتا تھا' وہ اتنی نازک مزاج ہے' ذرا سی بات پر منہ پھلا کر بیٹھ جائے گی۔" ماہیر نے لاپروائی سے سر جھٹک کر تبصرہ کیا۔

"بہت حساس لڑکی ہے وہ۔" سرمد نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تو وہ مسکرا دیا۔

"میرا خیال ہے' خدا جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آ ہی جاتی ہے۔" ماہیر نے سامنے گیٹ سے نکلتی شانزے کو دیکھ کر معنی خیز انداز سے کہا۔

"اب اپنا منہ ذرا بند ہی رکھنا۔" سرمد نے انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دی' جس کے چہرے پر اس وقت خوشگواریت عروج پر تھی۔ شانزے ناراض سے انداز سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ادھر ہی آ رہی تھی جہاں وہ دونوں اپنی گاڑی کے پاس کھڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ ان دونوں کے پاس پہنچتی' ماہیر بے تاب سے انداز سے اس کی جانب بڑھا۔ وہ ٹھٹک کر رک گئی۔

"ایکس فار یو۔" اس سے پہلے کہ سرمد شانزے کو مخاطب کرتا' ماہیر نے شرارت بھرے انداز سے پھولوں کا بکے شانزے کی طرف بڑھایا' جس کو اچھا خاصا کرنٹ سا لگا تھا۔ اس نے شکایتی نگاہوں سے سرمد کی طرف دیکھا۔

"شانزے! لے لو' میری طرف سے ہے' اسے اتنی عقل کہاں۔ اس وقت صرف اپنے نمبر بنا رہا ہے۔" سرمد کے شرارتی انداز پر شانزے کے تنے ہوئے اعصاب کچھ پرسکون ہوئے۔ پھولوں کا گلدستہ تو اس نے ابھی بھی نہیں تھاما تھا۔

"کیسے ہیں بھائی آپ۔؟" شانزے نے ماہیر کو نظر انداز کر کے سرمد کو مخاطب کیا۔

"الحمد اللہ فائن' تم کیسی ہو۔" سرمد مسکرایا' تو وہ ہنوز سنجیدہ سے انداز میں گویا ہوئی۔

"ٹھیک ہوں۔"

"ماہیر تم سے ایکسکیوز کرنے آیا ہے۔" سرمد کی بات پر اس نے ایک سرسری سی نگاہ ماہیر پر ڈالی' جو اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھ سے ایکسکیوز' لیکن کس بات پر۔؟" اس نے بھی بے رخی کے ریکارڈ توڑے۔ وہ دونوں دانستہ کھانس کر رہ گئے۔

"بھئی۔ کل جو تم خفا ہو کر آفس سے نکل آئی تھیں۔" سرمد نے اسے وہ بات یاد دلانے کی کوشش کی' جو اسے بالکل بھی نہیں بھولی تھی۔

میں تو اس لیے نکل آئی تھی تاکہ آپ دونوں کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔" شانزے نے سپاٹ انداز سے کہا۔

"حالانکہ فیصلہ تو پہلی ہی نظر میں ہو گیا تھا۔" ماہیر کی مسکراہٹ پر وہ الجھی۔

"بکواس بند کرو' اور مہربانی کر کے خاموش رہو۔" سرمد نے بے تکلفی سے اسے شانزے کے سامنے ہی جھاڑا۔ اس دفعہ شانزے کے چہرے پر بڑی بے ساختہ سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ ماہیر برے برے سے منہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بناتا ہوا چپ کر گیا۔ سرمد نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا اور ایک خاکی رنگ کا لفافہ اس میں سے نکال کر شانزے کی طرف بڑھایا۔

"یہ کیا ہے۔؟" وہ حیران ہوئی۔

"تمہارا اپائنٹمنٹ لیٹر ہے' تم نیکسٹ منڈے تک جوائن کر سکتی ہو۔" سرمد کی بات نے اسے ایک دم حیران کیا اور اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر ماہیر کی طرف دیکھا' جس کے چہرے پر اب سنجیدگی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے سیل فون پر بزی تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اسی کام کے لیے یہاں آیا ہو۔

"لیکن۔" وہ شش و پنج کا شکار ہوئی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں' تم بس جوائن کر رہی ہو نیکسٹ منڈے۔ اوکے۔" سرمد کے دو ٹوک انداز میں قطعاً" کوئی گنجائش نہیں تھی۔ شانزے نے ہلکا سا جھک کر وہ لفافہ تھام لیا اس کے ساتھ ہی ماہیر کے چہرے پر بڑے طمانیت کے رنگ نمودار ہوئے۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی مان جائے گی۔

"اوکے سسٹر! ہم لوگ چلتے ہیں۔" سرمد نے الوداعی مسکراہٹ کے ساتھ اسے مخاطب کیا۔

"آپ کے ہاں گیسٹس کو چائے وائے پلانے کا کوئی رواج نہیں۔" ماہیر کی ایک دفعہ پھر زبان پھسلی۔ سرمد نے گھور کر اسے دیکھا۔

"اوہ! سوری' پاس ہی کیفے ٹیریا ہے' وہیں چلے چلتے ہیں۔ ہوسٹل تو آپ کو لے جا نہیں سکتی۔" شانزے ایک دم ہی شرمندہ ہوئی۔

"شٹ ایٹ آل شانزے۔ اس کی ضرورت نہیں' یہ ایسے ہی تمہیں تنگ کر رہا ہے۔" سرمد نے اس دفعہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ماہیر کو چپ رہنے کا بڑا واضح اشارہ کیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ دونوں اب سلام دعا کے بعد اپنی گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ شانزے بھی اپنے ہوسٹل کی طرف پلٹ آئی۔ اپنے روم کا دروازہ کھولتے ہی اس نے سنجیدگی سے رباب کو یہ خبر سنائی۔

"ارے اتنی اچھی خبر تم کتنے بجھے دل کے ساتھ سنا رہی ہو۔" رباب نے اس کا اپائنٹمنٹ لیٹر کھولتے ہوئے اسے ڈانٹا۔

"پتا نہیں' ایسا لگتا ہے جیسے دل میں خوشی کا احساس بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے۔" شانزے نے اپنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"واؤ' امیزنگ۔ بہت زبردست پے ہے یار۔" رباب کے لہجے سے چھلکتی فطری سی خوشی پر وہ چونکی۔

"اچھا۔ دکھاؤ تو؟"

"پینتیس ہزار۔ کوئی اتنی اچھی بھی سیلری نہیں ہوتی۔" شانزے نے دیکھ کر منہ بنایا۔

"اوہ میرے خدایا! تم کتنی ناشکری ہو شانزے! یہ تمہارے کیریئر کی پہلی جاب ہے اور کبھی بھی انسان کا اسٹارٹ اتنی اچھی تنخواہ سے نہیں ہوتا' ابھی تو یہ آغاز ہے' اور پھر پیک اینڈ ڈراپ کے ساتھ بونس بھی تو ہیں۔" رباب دھم کر کے اس کے برابر آن بیٹھی۔

"ہوں۔ ٹھیک کہتی ہو۔" شانزے پھیکے سے انداز سے مسکرائی۔

"یہ اسٹارٹ ہے' انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہی ہوگا۔" رباب نے اسے مزید تسلی دی۔

"میں اس بات پر افسردہ نہیں ہوں رباب۔" شانزے نے اس کی غلط فہمی دور کرنی چاہی' رباب نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے تو یہ سوچ اداس کر رہی ہے کہ میری زندگی کے خواب کیا تھے اور تقدیر نے میری قسمت میں کیا لکھ دیا۔ اس طرح جاب کرنے کا تو میں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔"

"اللہ' انسان کو وہی دیتا ہے جو اس کے لیے بہتر ہو' اللہ کی رضا میں راضی ہونا سیکھو پھر وہ تمہیں وہ بھی دے گا جو تم چاہتی ہو۔" رباب نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"اللہ' انسان کو اس وقت کیوں نہیں دیتا' جب اسے اس کی خواہش ہوتی ہے۔"؟ شانزے عجیب سے انداز سے گویا ہوئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کچھ خاص چیزوں کے لیے کوئی وقت اور کوئی گھڑی مقرر ہوتی ہے' اور اس سے پہلے کچھ نہیں ملتا' انسان کی کامیابی کا راز اس وقت کا صبر اور شکر کے ساتھ انتظار کرنا ہے۔" رباب نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اللہ کے اختیار میں تو سب کچھ ہے' وہ تو کسی کو بھی کسی بھی وقت پر دے سکتا ہے۔" شانزے نے ضد کی۔

"اللہ کے ساتھ ضد مت کیا کرو شانزے' اس کی خوشی میں خوش ہونا سیکھو' اس سے زندگی آسان ہوجاتی ہے۔" رباب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شانزے کو اپنی زندگی کے سارے اصول اور فلسفے ایک لمحے میں سمجھادے۔ شانزے نے یوں ہی سر ہلا کر تائید کی' ورنہ وہ دل میں کہاں رباب کی بات سے متفق ہوئی تھی۔ رات کو سونے سے پہلے اس نے یونہی اپائنٹمنٹ لیٹر کھول کر دیکھا اور جیسے ہی اس نے پڑھا' اسے ایک دم جھٹکا سا لگا۔ ماہیر تیمور نے اسے اپنے ساتھ اسسٹنٹ کے طور پر مقرر کیا تھا' وہ تو سمجھ رہی تھی کہ اسے یقیناً" سرمد کے ساتھ کام کرنا ہوگا لیکن یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ماہیر کے ساتھ کام کرے گی۔ اس کا دل مضطرب سا ہوا۔ عجیب سی بے چینی رگ و پے میں بھر گئی' لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ سرمد کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"تم نے جو اپنے اوپر سستی اور نالائقی کا چولا اوڑھ رکھا ہے ناں' برائے مہربانی اسے اتار پھینکو۔" ماہیر آج کافی دن کے بعد اوریدا کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے اوریدا کی کتابوں کا ڈھیر تھا اور پچھلے دو گھنٹے سے اس کی شامت آئی ہوئی تھی۔ وہ کتابیں کارپٹ پر پھیلائے بڑے مزے سے کوئی ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی جب ماہیر وہاں داخل ہوا' اسے یہ منظر دیکھ کر ایک دم ہی غصہ آگیا۔

"میں نے کیا کیا ہے بھائی۔؟" اوریدا نے برا سا منہ بنایا' وہ دل ہی دل میں اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس نے ماہیر سے اسٹڈی میں مدد لینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ حالانکہ اسے پتا بھی تھا کہ وہ پڑھنے والا کیڑا تھا۔ اس کا تعلیمی کیریئر ہمیشہ سے آؤٹ اسٹینڈنگ رہا تھا۔

"آخر مشکل کیا ہے کیمسٹری' اور بیالوجی میں۔" ماہیر نے ناراض نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا جو بائیو کی ایک ڈایاگرام میں الجھی ہوئی تھی۔

"مجھے چیزیں۔ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتیں۔" اوریدا نے بے بسی سے کہا۔

"چیزیں نہیں۔" تیمور نے فوراً" تردید کی۔ "صرف اسٹڈی کہو' ورنہ خاندانی پالیٹکس اور ادھر ادھر کی باتوں میں تو تمہارا دماغ بہت چلتا ہے۔" تیمور نے اس کی ٹھیک ٹھاک کلاس لی' دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے کہ بڑے ابا بڑی خاموشی سے ان کی پشت پر رکھے ٹی وی لاؤنج کے صوفے پر آن بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں آج کا تازہ اخبار تھا۔ ماہیر اب اوریدا کو وہ ڈایاگرام سمجھا رہا تھا۔ جب کہ اوریدا کا سارا دھیان ٹی وی پر چلنے والے ڈرامے کی طرف تھا' جس کی آواز ماہیر نے بند کر رکھی تھی۔ وہ اداکاروں کے چہروں کے تاثرات سے اندازہ لگا رہی تھی کہ ڈرامہ کس سچویشن سے گزر رہا ہوگا۔

"اوریدا! تمہارا دھیان کہاں ہے آخر۔" ماہیر نے بہت جلد اس کی توجہ کا منبع تلاش کرلیا۔ وہ اب ناراضی سے اٹھ کر ٹی وی بند کر رہا تھا۔

"کہیں نہیں بھائی۔" وہ ایک دم شرمندہ ہوئی۔

"شرم آنی چاہیے تمہیں ایسی حرکتیں کرتے ہوئے' تم ہمیشہ پاپا کو ہر جگہ شرمندہ کرواتی ہو۔" ماہیر کو ایک دم ہی غصہ آیا۔ جب کہ پاپا کے نام پر اوریدا ایک دم ہی حیران ہوئی کہ ان کا ذکر یہاں کیسے آگیا۔

"میں نے تو یونہی ٹی وی کی طرف دیکھا تھا۔" اس کے غصے سے اوریدا کی روح فنا ہوتی تھی۔

"چپ کر جاؤ اور یم ایکسکیوز زمت دو' تمہیں ڈاکٹر بننے کا شوق نہیں تو چھوڑو سائنس کو اور فائن آرٹس پڑھو۔" ماہیر نے بیزاری سے ہاتھ میں پکڑی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نوٹ بک بند کی۔
"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" اوریدا نے گھبرا کر وضاحت دی۔
"لیکن تمہاری حرکتیں تو چیخ چیخ کر یہی بتاتی ہیں۔ تم پاپا کو نہیں خود کو دھوکا دے رہی ہو' تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے انہوں نے کتنی ٹف لائف گزاری ہے۔" وہ آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔
"آخر میں نے کیا کیا ہے؟" اوریدا جھنجلا سی گئی۔
"یہ تم مجھ سے نہیں اپنے آپ سے پوچھو۔ اپنے اوپر نالائقی کا ٹھپہ لگوا کر اور پاپا کی دوسروں کی نظر میں انسلٹ کروا کر تمہیں ملتا کیا ہے۔" ماہیر غصے سے اٹھا۔
"تمہاری وجہ سے پاپا کو آنٹی بینش کی اتنی باتیں سننا پڑتی ہیں۔" وہ ناراض انداز سے کہہ کر جیسے ہی مڑا' سامنے بیٹھے بڑے ابا کو دیکھ کر سٹ پٹا سا گیا۔ بڑے ابا فوراً" ہی اخبار کے اوپر جھک گئے۔ انہوں نے دونوں بہن بھائیوں کی اس بحث میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اسی دوران بڑی اماں ہاتھ میں چائے کا مگ اٹھائے لاؤنج کی طرف نکل آئیں اور آتے ہی ان کی نظر لاؤنج کے کارپٹ پر بے آواز روتی ہوئی اوریدا پر پڑی۔ وہ ایک دم گھبرا سی گئیں۔
"آئے ہائے' اسے کیا ہوا؟ یہ کیوں ندیا بہا رہی ہے آنسوؤں کی۔" بڑی اماں کی دہائی پر بڑے ابا اور ماہیر دونوں نے ہی بے ساختہ مڑ کر اوریدا کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ ماہیر کی باتوں نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔
"بڑی اماں! ہر کوئی میرے ہی پیچھے پڑا رہتا ہے' پڑھو' پڑھو' بس ایک یہی ماٹو ہے ان سب کا۔" وہ روتے ہوئے بولی۔
"تو ٹھیک ہے مت پڑھو' بڑی اماں کوئی ڈھنگ کا رشتہ دیکھ کر جان چھڑائیں اپنی' ہم کیوں ہر وقت کی ٹینشن میں رہیں۔" ماہیر کے ناراض لہجے میں دیے گئے مشورے پر اوریدا کے اندر کوئی بھانبھڑ ہی تو جل اٹھا۔
"لو اب تم بھی اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔" بڑی اماں اس کے آنسوؤں سے موم ہوئیں۔
"اس گھر میں ہی کوئی سایہ ہے' جو بھی یہاں داخل ہوتا ہے' مجھ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ دل کرتا ہے یہ گھر چھوڑ کر کہیں دور بھاگ جاؤں۔" اوریدا بولی نہیں پھنکاری تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب زور سے زمین پر پھینکی اور روتی ہوئی لاؤنج سے نکل گئی۔ کمرے میں لگتا تھا کسی نے صور پھونک دیا ہو۔ بڑے ابا کا رنگ زرد ہوا اور بڑی اماں اپنے دل پر بے ساختہ ہاتھ رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ماہیر کو ایک دم ہی اپنی جذباتیت پر افسوس ہوا۔
"آئی ایم سوری بڑی اماں! اسے عادت ہے بغیر سوچے سمجھے بولنے کی۔" ماہیر ہلکا سا جھک کر بولا۔
"جب وہ ڈاکٹر بننا نہیں چاہتی تو کیا گن پوائنٹ پر بنواؤ گے؟" بڑی اماں ماہیر پر برس پڑیں۔
"یہ میرا نہیں اس کا اپنا فیصلہ ہے' اب تو پاپا نے بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔" ماہیر نے شرمندگی سے صفائی دی۔
"حال پر چھوڑ دیا ہے تو ہر وقت پڑھائی کا ڈنڈا لیے کیوں اس کے پیچھے گھومتے ہو۔" بڑی اماں نے ناراضی سے سر جھٹکا۔
"وہ تو بے وقوف ہے' پاگل ہے' کل کو کہیں اوٹ پٹانگ قدم اٹھا بیٹھی تو ساری زندگی کا رونا تو ہمیں ہی پڑے گا ناں' تم باپ بیٹے تو بوریا بستر اٹھا کر ملک سے بھاگ جاؤ گے۔" بڑی اماں نے بھی کہیں کا غصہ کہیں اتارا تھا۔
"میں پاپا سے کہوں گا۔ اسے واپس بلوا لیں۔" ماہیر کو یہی حل نظر آیا۔
"رہنے دو تم' اپنے مشورے اپنے پاس رکھو' میں خود سنبھال لوں گی اسے۔" بڑی اماں بھی ناراض انداز سے کمرے سے نکل گئیں۔
"بڑے ابا! پلیز ایک بات تو بتائیں۔" ماہیر بے تکلفی سے ان کے سامنے ایسے آن کھڑا ہوا' جیسے دونوں کے درمیان بڑے عمدہ مراسم رہے ہوں۔ بڑے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

ابا نے سپاٹ سے انداز سے اس کی طرف دیکھا اور خاموش رہے۔

"اس گھر کی ساری خواتین ہی اتنی جذباتی اور بے وقوف ہیں یا ہمارے ہی حصے میں کوئی خاص تحفہ آیا ہے اوریدا کی صورت میں۔" اس قدر سرد ماحول میں بھی بڑے ابا کے لبوں پر ایک مبہم سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"میں ان غیر ضروری باتوں پر غور نہیں کرتا۔" انہوں نے اپنا دامن صاف بچایا۔ اخبار ایک طرف رکھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"اف...! لگتا ہے سب مل کر پاگل کردیں گے مجھے۔" وہ بے بس انداز سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اوریدا کے آنسو۔ اب اسے پریشان کررہے تھے۔ اسے یقین تھا' وہ اس وقت پاپا یا ارصم کو دل کھول کر اس کی شکایتیں لگارہی ہوگی۔

"ماہیر نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔" وہ اپنے کمرے میں سیل فون پر ارصم سے بات کرتے ہوئے رو پڑی۔

"وہ تمہارا بھائی ہے اوریدا! اور تمہیں کسی اچھے مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔" ارصم نے اس کی طرف سے صفائی دینے کی کوشش کی۔

"وہ بھی مجھے ساری دنیا کی طرح نکما' نالائق اور کند ذہن سمجھتا ہے۔" اوریدا کی اردو کافی اچھی ہوچکی تھی۔ ارصم اس کی بات پر مسکرایا۔

"بے وقوف لڑکی! تم کیوں دوسروں کو ایسی بات کرنے کا موقع دیتی ہو؟" ارصم نے اپنائیت سے کہا۔

"میں کیا کروں' کوشش کے باوجود بھی زیادہ نہیں پڑھ پاتی۔" اوریدا نے بے بسی سے اعتراف کیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں یہ امید چھوڑ دوں کہ تم میرے کالج میں ایڈمیشن لوگی۔" ارصم نے دانستہ مایوس انداز اپنایا اور دوسری طرف اوریدا کے دل کو کچھ ہوا۔

"نہیں... نہیں' میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" یہ خیال ہی اوریدا کی جان نکال دیتا تھا۔

"بس اٹھو' منہ ہاتھ دھو کے فریش ہوجاؤ' مجھے کچھ فرینڈز کے ساتھ صدر کی طرف نکلنا ہے۔" ارصم نے نرمی سے کہا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس نے ست انداز سے کمبل اوڑھ لیا۔

"اوریدا... پلیز میری خاطر..." ارصم کے لہجے میں کچھ تھا' اوریدا نے جلدی سے کمبل اتارا اور کھڑی ہوگئی۔ اس کا دل ایک عجیب سی لے میں دھڑکا۔ وہ فون بند کرکے واپس اپنے کمرے میں آئی تو دروازہ ہلکا سا کھٹکھٹا کر کے ماہیر اندر داخل ہوا۔ اوریدا ناراضی کے اظہار کے طور پر ڈریسنگ کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔ وہ اسے منانے کے لیے اس کے کمرے میں آیا تھا۔

"کیوں آئے ہیں یہاں...؟" اوریدا جذباتی ہوئی۔

"زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں' میرے ساتھ صدر تک چلو' کچھ شاپنگ کرنی ہے اور واپسی پر تمہیں اچھا سا کھانا کھلاؤں گا۔" ماہیر اس سے اس طرح بات کررہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔

"میرا دل نہیں کررہا۔" اس نے نخرہ دکھایا' ورنہ جب سے ارصم نے اسے صدر جانے کا کہا تھا اس کا نادان دل تب سے بے چین تھا' پچھلے پانچ دن سے وہ گھر نہیں آیا تھا اور ہوسٹل میں ہی تھا۔ کیا پتا اس بہانے اس سے بھی ملاقات ہوجائے۔

"میں نے تمہارے دل سے نہیں' تم سے پوچھا ہے' سمجھیں..." ماہیر نے پیچھے سے آکر اس کی پونی کھینچی' یہ اس کا منانے کا مخصوص اسٹائل تھا۔

"کیا مصیبت ہے بھائی! کیوں میرا ہیر اسٹائل خراب کررہے ہو۔" وہ ایک دم چڑ سی گئی۔

"جب تک ساتھ نہیں چلوگی' ایسے ہی تنگ کرتا رہوں گا۔" وہ اس کی ناک مروڑتے ہوئے اسے مزید چڑانے لگا۔ اوریدا نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ڈھٹائی کے ریکارڈ توڑنے والوں میں سے تھا۔ اوریدا نے منہ بنایا اور جوتے پہننے لگی۔

"قسم سے اب فیل بھی ہوجاؤ گی تو کچھ نہیں کہوں گا' جتنی بڑی اماں سے جھاڑ پڑی ہے مجھے۔" وہ گاڑی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈرائیونگ کرتے ہوئے مزے سے بولا۔
"بڑی اماں نے بھی میری ہی خامیوں پر ایک طویل لیکچر دیا ہوگا۔" اوریدا کو بالکل بھی یقین نہیں آیا۔
"تم اتنی بدگمان کیوں ہو اوریدا؟" وہ حقیقتاً" حیران ہوا۔
"میں بدگمان نہیں' حقیقت پسند ہوں' مجھے معلوم ہے' ارصم کے علاوہ کوئی بھی مجھے اس گھر میں پسند نہیں کرتا۔" اوریدا کے شکایتی انداز پر وہ ہنسا۔
"اچھا تو ارصم تمہیں پسند کرتا ہے۔" ماہیر کے معنی خیز انداز پر وہ ہلکا سا بوکھلا کر صفائی دینے کے انداز میں بولی۔ "ظاہر ہے' ہم دونوں اچھے دوست جو ہوئے۔"
"وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں حیران ہوں کہ آنٹی بینش کی اتنی زیادہ ناپسندیدگی کے باوجود وہ تمہارے ساتھ فرینڈشپ کیسے رکھے ہوئے ہے۔" ماہیر کو واقعی حیرانی ہوئی اور وہ اس کا اظہار کرنے سے خود کو روک نہیں پایا۔
"وہ اور آغا جی تو بالکل بھی آنٹی بینش جیسے نہیں ہیں۔" اوریدا کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا' لیکن اس نے ماہیر کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کی۔
"اصولاً" تو اسے اپنی ماما کی بات ماننی چاہیے' اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک اچھا بیٹا بالکل نہیں ہے۔" ماہیر نے اسے چھیڑا۔ اتنا تو اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس وقت صرف ارصم ہی وہ واحد موضوع ہے جس پر اس کی بہن کھل کر بات کر سکتی ہے۔
"ہرگز نہیں... وہ جتنا اچھا دوست ہے' اس سے زیادہ بہترین بیٹا ہے۔" ارصم کو وہ کسی بھی لحاظ سے کم ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔
ماہیر اس کی بات پر ہنسا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اوریدا' شام والا واقعہ بھول کر اب اس کے ساتھ باتوں میں مگن ہو چکی تھی۔ اس کی کچھ عادتیں بالکل بچوں جیسی تھیں اور زیادہ دیر تک کوئی بھی بات اپنے دل میں رکھنے کی قائل نہیں تھی۔ دونوں بہن بھائی کافی دیر تک شاپنگ کرتے رہے۔ ماہیر نے آج اسے خود بھی دل کھول کر چیزیں خرید کر دی تھیں۔ دونوں نے اپنی پسند سے پاپا' بڑے ابا اور بڑی اماں کے لیے بھی کچھ گفٹس خریدے تھے۔
"بھائی! یہ ٹائی کیسی ہے۔" پرپل کلر پر سفید لائننگ والی ٹائی' اوریدا کو ایک ہی نظر میں اچھی لگی تھی۔
"اگر ارصم کے لیے لینی ہے تو اچھی ہے۔" وہ ماہیر کی بات پر ایک دم ہی جھینپ سی گئی۔
"اور یہ گرے شرٹ...؟" وہ فوراً" ہی اپنے تاثرات چھپانے کے لیے شرٹس والے ریک کی طرف مڑ گئی۔
"پاپا کے لیے نا...؟" ماہیر اس کا مزاج آشنا تھا۔ اوریدا نے فوراً" اثبات میں سر ہلایا۔
"ہوں... بہت زبردست ہے' لیکن پلیز اب شاپنگ ختم کرو' میں تھک چکا ہوں۔" ماہیر کے تھکے تھکے سے انداز پر وہ مسکرائی۔ وہ دونوں اب کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد دونوں گاڑی میں تھے۔
"بہت بھوک لگی ہے۔" اوریدا نے مسکراتے ہوئے فرمائش کی تو ماہیر نے فوراً" ہی گاڑی کا رخ پی سی کی طرف موڑ لیا' کم از کم آج کے دن تو وہ اوریدا کی کوئی بات ٹالنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اتنی مشکل کے بعد تو اس کا موڈ ٹھیک ہوا تھا۔
دونوں بہن بھائی مسکراتے ہوئے پی سی ہوٹل کے "مارکو پولو" ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے' اندر داخل ہوتے ہی اوریدا کی نظر سامنے بیٹھے ارصم اور اس کی کلاس فیلو زرش پر پڑی۔ اسے دھچکا سا لگا۔ وہ دونوں بڑی بے تکلفی سے کھانا کھانے میں مگن تھے۔ اوریدا کا رنگ فق ہوا۔ اس نے خوف زدہ نظروں سے ماہیر کی طرف دیکھا جو اپنے سیل فون پر آنے والی کال کی طرف متوجہ تھا۔ اس نے ارصم اور اس کے ساتھ بیٹھی زرش کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ اوریدا کا دل ایک دم ہی خراب ہوا۔ اس کے گمان کی آخری سرحدوں پر بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں تھا کہ اس وقت ارصم اور اس کی کلاس فیلو زرش سے سامنا ہو جائے گا۔

"بھائی، بخارا ریسٹورنٹ چلتے ہیں، مجھے چائنیز نہیں کھانا۔" اوریدا نے اپنے حلق میں پھنسے ہوئے آنسوؤں کے گولے کو بمشکل نگلا اور ماہیر کا بازو پکڑ کر باہر کی طرف نکل آئی۔

"سارے رستے تو تم نے چائنیز اور تھائی فوڈ کی رٹ لگا رکھی تھی۔" ماہیر نے مینیو پڑھتے ہوئے حیرانی سے کہا۔ اوریدا کا پل پل بدلتا ہوا مزاج اسے پریشان کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ جتنی خوش اور مطمئن نظر آرہی تھی اب اتنے ہی اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بمشکل کھانا زہر مار کررہی ہو۔

"زرش نے تو لاہور میں ایڈمیشن لیا تھا، پھر وہ ارصم کے ساتھ یہاں راولپنڈی میں کیسے...؟" اوریدا کی سوئی ایک ہی نکتے پر پھنسی ہوئی تھی۔

"کہیں ارصم نے مجھ سے جھوٹ تو نہیں بولا، وہ اس کے ساتھ اسی کالج میں ہو۔" اس سوچ نے اس کی باقی ماندہ بھوک بھی اڑا دی۔ وہ خالی پلیٹ میں چمچ پھیرتی ہوئی ماہیر کو سخت الجھن میں مبتلا کررہی تھی اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ پاپا نے اوریدا کو پاکستان بھجوا کر بہت بڑی غلطی کی ہے اس کی ساری شخصیت کو ہی مسخ کردیا، وہ اس موضوع پر اب تیمور سے کھل کر بات کرنا چاہتا تھا۔

☼ ☼ ☼

موسم بدل چکا تھا اور فضا میں خنکی کا اضافہ ہورہا تھا۔ عدینہ عشاء کی نماز پڑھ کر ہاتھ میں تسبیح اٹھائے صحن کی طرف نکل آئی۔ صحن میں لگے رات کی رانی کے پودے کی مہک چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ چھوٹی چارپائی بچھا کر اس پر لیٹ گئی اور آسمان پر موجود تاروں کو گنتے ہوئے تسبیح کرنے لگی۔

"عدینہ باجی! آپ نے تو ماشاء اللہ بہت اسپیڈ پکڑی ہوئی ہے۔" مونا پلیٹ میں سالن اور ہاتھ میں روٹی پکڑے اس کے پاس آن بیٹھی۔

"کس بات کی...؟" عدینہ حیران ہوئی۔

"آپا صالحہ بتا رہی تھیں کہ آپ ماشاء اللہ بہت تیزی سے قرآن پاک حفظ کررہی ہیں۔" مونا نے اصل بات بتائی۔

"اس میں میرا کوئی کمال نہیں..." عدینہ نے سادگی سے کہا۔ "یہ سب اللہ کے کام ہیں، اس کی دی ہوئی توفیق سے ہی انجام کو پہنچتے ہیں۔"

"ہاں، کہتی تو آپ ٹھیک ہیں لیکن مجھ سے بعد میں شروع کرکے آپ میرے برابر پہنچ گئی ہیں۔" مونا اس کے پاس بیٹھی بے تکلفی سے کھانا کھا رہی تھی۔

"مجھے تو اگلے سال میڈیکل کالج میں دوبارہ ایڈمیشن لینا ہے، اسی وجہ سے جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کررہی ہوں۔" عدینہ نے یاد دلایا۔

"کیا آپ اس معاملے میں واقعی سیریس ہیں...؟" مونا کے لہجے سے جھلکتی بے یقینی پر عدینہ مسکرائی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے، میں نے آپا سے جھوٹ بولا ہے۔" اس نے مونا کے ذہن میں ابھرتی سوچ کو سرعت سے پڑھا تھا۔

"ہاں..." مونا ہنسی۔ "میں سمجھی، آپ نے صرف آپا کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولا ہے۔"

"تمہیں پتا ہے مونا! میں بہت کم جھوٹ بولتی ہوں۔" عدینہ نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی، اسی وقت آپا صالحہ بھی ایک تکیہ اور کھیس اٹھائے کمرے سے باہر نکل آئیں۔ انہیں اس طرف آتا دیکھ کر عدینہ اور مونا دونوں ہی ایک دم چپ ہوگئیں۔

"آپا! ادھر لیٹ جائیں۔" عدینہ نے تھوڑا سا کھسک کر ان کے لیے جگہ بنائی۔ آپا صالحہ ڈھیلے ڈھالے سے انداز میں وہاں لیٹ گئیں۔ ان کا بازو عدینہ کے ہاتھ سے ٹکرایا تو عدینہ کو تپش کا احساس ہوا۔

"آپا! آپ کو اکثر ہی بخار کیوں رہنے لگا ہے۔" وہ پریشان ہوئی۔

"پتا نہیں، شاید عمر کا تقاضا ہے یا موسم بدل رہا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔" انہوں نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔
"ہر وقت ٹمپریچر رہنا تو اچھی بات نہیں۔" عدینہ نے تشویش سے ان کے ماتھے کو چھوا' وہ بھی ٹھیک ٹھاک گرم تھا۔ جب کہ آپا صالحہ حیرانی سے اس کے ہاتھ میں پکڑی تسبیح کو دیکھ رہی تھیں۔
"کیا پڑھ رہی ہو؟۔" وہ عجیب سے انداز میں مسکرائیں۔
"ہر روز رات کو ایک تسبیح استغفار کی اور دس کلمہ طیبہ کی کر کے سوتی ہوں۔" عدینہ نے اپنے معمول سے انہیں آگاہ کیا۔ "اس سے نیند بہت اچھی آتی ہے۔" اس نے مزید اضافہ کیا تو آپا صالحہ نے بے اختیار اس کا ہاتھ پکڑا۔
"ایک بات تو بتاؤ عدینہ۔۔۔" آپا صالحہ کا سنجیدہ انداز عدینہ کا دل دھڑکا گیا۔ اسے ایک دم محسوس ہوا کہ وہ کوئی خاص بات پوچھنے والی ہیں۔
"جی آپا۔۔۔"
"اللہ جب ہمیں بے حساب نعمتوں سے نوازتا ہے تو کیا بندے کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ گن گن کر اس کی عبادت کرے؟۔" آپا صالحہ کی بات پر وہ ایک دم ہی چپ رہ گئی۔ یہ بات تو اس نے کبھی سوچی ہی نہیں تھی۔
"آئی ایم سوری آپا۔۔۔" آپا کو اس کی معصومیت پر بے ساختہ ہی پیار آیا' انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ عدینہ ایک لمحے کو ششدر سی رہ گئی' اس نے کب سوچا تھا کہ کبھی آپا صالحہ بھی اس سے محبت کا اظہار کر سکتی ہیں۔
"جھلی نہ ہو تو' بس اللہ کے ساتھ حساب کتاب مت رکھا کرو بیٹا' ہم انسان تو ساری زندگی بھی عبادت کریں تو اس کا احسان نہیں اتار سکتے اور کوشش کیا کرو' اپنی انگلیوں کی پوروں پر اس کا ذکر کرو' یہ قیامت کے دن تمہارے حق میں گواہی دیں گی۔" انہوں نے نرمی سے کہہ کر آنکھیں موند لیں۔ وہ اب سونا چاہتی تھیں۔ اوائل اکتوبر کے دن تھے اور راتیں کافی ٹھنڈی ہو جاتی تھیں' لیکن آپا صالحہ کے اندر نہ جانے کون سا تندور جل رہا تھا جو انہیں سردی کی شدت کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتا تھا۔ مونا نے آہستگی سے عدینہ کو اشارہ کیا' وہ دونوں چپکے سے اٹھ کر کمرے میں آ گئیں۔
"مجھے آپا کی باتوں سے خوف آنے لگا ہے مونا۔" عدینہ نے اپنے پلنگ پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔
"وہ کیوں۔۔۔" مونا حیران ہوئی۔
"وہ اتنی نرم مزاج' اور محبت کرنے والی تو کبھی بھی نہیں تھیں' انہیں کیا ہوتا جا رہا ہے۔" عدینہ کے تشویش زدہ لہجے پر مونا بے ساختہ مسکرائی۔
"آپ بھی عدینہ باجی پاگل ہیں' جب وہ آپ سے پیار نہیں کرتی تھیں تو تب بھی آپ کو ان سے گلے شکوے تھے اور اب وہ بدل گئی ہیں تو تب بھی آپ پریشان ہو رہی ہیں۔"
"بس انسان پاگل ہے نا' کسی بھی حال میں خوش نہیں رہتا۔" عدینہ نے مسکراتے ہوئے اپنی میز پر رکھی کتابیں سیٹ کرنا شروع کر دیں۔ اس کی سیاہ جلد والی ڈائری وہیں رکھی ہوئی تھی' اس نے یونہی کھول لی' ڈائری کے کور کے سائیڈ پر عبداللہ کی پاسپورٹ سائز رکھی ہوئی تھی۔ یہ تصویر مونا کو اس کے سامان سے ملی تھی۔ عدینہ نے یونہی ایک نظر پر اس پر ڈالی' پہلی دفعہ اس کے دل کی دھڑکنوں میں ارتعاش برپا نہیں ہوا' اور نہ ہی دکھتی ہوئی رگوں نے کوئی دہائی دی تھی۔
"کہیں میں عبداللہ کو بھول تو نہیں گئی؟" وہ بے اختیار پریشان ہو کر کرسی پر بیٹھ گئی۔
"کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟" مونا نے اس کی بڑبڑاہٹ غور سے نہیں سنی تھی۔ وہ اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔
"کیا ہوا عدینہ باجی۔۔۔" اس نے عدینہ کے چہرے پر پھیلے کرب کو محسوس کیا۔
"پہلی دفعہ عبداللہ کی تصویر دیکھ کر دل میں کسی ہلچل کا احساس نہیں ہوا مجھے۔۔۔" عدینہ نے اپنی ہم راز کے سامنے اپنے دل کا راز افشا کیا۔
"ایسا نہیں ہے عدینہ باجی۔۔۔" مونا مسکرائی تو عدینہ نے الجھ کر اس کا چہرہ دیکھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جب انسان کسی دکھ یا غم پر بے تحاشا رو لیتا ہے نا' تو اس کے دل کو صبر آجاتا ہے شاید۔" مونا نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"تم غلط کہہ رہی ہو مونا۔" اس نے فوراً" ہی تردید کی۔

"کیا مطلب....؟" مونا نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا' جو عبداللہ کی تصویر ہاتھ میں پکڑے کسی بت کی طرح ساکت تھی۔

"زندگی میں ہر دکھ ہر تکلیف پر صبر آجاتا ہے' لیکن جو شخص آپ کے دل میں زندہ ہو' اس کی موت کا یقین کبھی نہیں آتا۔ چاہے دنیا میں اس کی کتنی ہی قبریں بنا کر ان پر کتبے سجالو۔ اس کی یاد میں اتنی طاقت اور صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ دل کی بنجر زمین پر لگی کسی ویران شاخ پر بھی کونپل بن کر پھوٹ پڑتی ہے اور اس کو بھلانے کے سارے دعوے فضا میں دھواں بن کر تحلیل ہو جاتے ہیں۔"

عدینہ کا لہجہ سوگوار اور آنکھیں جل رہی تھیں۔ وہ جو بہت دنوں سے ضبط کا بند باندھے پھر رہی تھی' آج اس دشمن جان کی تصویر دیکھ کر پھر بے چین ہو گئی تھی۔ وہ جان گئی تھی کہ آنے والے پچاس سالوں میں بھی وہ کوشش کرے تو عبداللہ کو اپنے دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ موسم سرما کی سرد اور عجیب سی رات تھی۔ نیلم اپنے گرم لحاف میں گھسی ہوئی بختاور کو پریشان سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی' جو بڑے سنجیدہ انداز میں اپنے بستر پر اپنا اٹیچی کیس رکھے پیکنگ میں مصروف تھی۔ اس کے پاس اس کی چیزوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

"یار! کیا تم واقعی صبح اپنے والدین کے ساتھ اسلام آباد جا رہی ہو....؟" نیلم کو نہ جانے کیوں یقین نہیں آرہا تھا۔

"تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا؟" بختاور نے حیران لہجے میں پوچھا۔

"تم کیسے اتنی آسانی کے ساتھ ہاشم کو بھلا کر فیصل سے شادی کر سکتی ہو۔" کم از کم نیلم کو تو یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"اس کے علاوہ میرے پاس کوئی آپشن بھی تو نہیں ہے۔" اس نے اپنے ڈاکومنٹس کا لفافہ الماری سے نکالا اور احتیاط سے ساری چیزیں رکھنے لگی۔

"تم اپنے سارے ڈاکومنٹس کیوں لے کر جا رہی ہو۔" نیلم کو اس کی یہ حرکت عجیب لگی تو فوراً" ہی اظہار کر دیا۔

"اب ان کی یہاں ضرورت جو نہیں ہے' سوچا ہے کہ اس دفعہ ساری غیر ضروری چیزیں گھر چھوڑ آؤں گی' ہوسٹل میں سامان دن بہ دن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔" بختاور نے ایک غیر ضروری سی وضاحت دی' جس کی اس وقت قطعاً" کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"ہاں' کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔" نیلم نے اس کی بات کا فوراً" ہی یقین کر لیا۔

"تم نے ہاشم کو بتا دیا کہ تم کل اپنے شہر جا رہی ہو۔" نیلم نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا تو ایک پھیکی سی مسکراہٹ بختاور کے چہرے پر دوڑ گئی۔

"میں تمہیں اتنی ظالم لگتی ہوں کیا؟"

"کیا مطلب....؟" نیلم نے جھٹ سے لحاف ایک سائیڈ پر کیا اور فوراً" ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے پہلی دفعہ احساس ہوا تھا کہ بختاور اتنے سرد موسم میں بغیر کسی سویٹر اور شال کے اس کے سامنے کھڑی پیکنگ کر رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ موسموں کی شدت سے بے نیاز ہو چکی ہو۔

"تم اسے بتائے بغیر چلی جاؤ گی کیا؟" نیلم ٹھیک ٹھاک پریشان ہوئی۔

"بتا دوں گی تو وہ جانے تھوڑی دے گا۔" بختاور عجیب سے انداز سے مسکرائی۔

"لیکن یہ تو سخت زیادتی ہے اس کے ساتھ...." نیلم نے ہلکا سا احتجاج کیا۔

"ایک بات تو بتاؤ نیلم....؟" بختاور نے افسردہ لہجے میں کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں پوچھو۔۔۔" نیلم بے تابی سے گویا ہوئی۔
"محبت کے سفر میں سارے خسارے لڑکیوں کے ہی حصے میں کیوں آتے ہیں' ماں باپ کی عزت کا دامن تھامیں تو محبت دہائی دینے لگتی ہے اور چاہت کا ہاتھ تھام کر نئی دنیا بسانے نکل جاؤ تو زمانہ جینے نہیں دیتا' آخر یہ لڑکیاں کیا کریں؟۔" اس نے اپنا ایک سوٹ گولہ سا بنا کر اٹیچی کیس میں پھینکا۔
"میرے تو خیال میں لڑکیوں کو ان محبتوں کے چکر میں پڑنا ہی نہیں چاہیے۔" نیلم پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔
"اس لیے کہ بعض محبتیں اپنے دامن میں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہیں لاتیں' ماں باپ کی عزتوں کو قربان کر کے بسائے جانے والے گھر کبھی پائیدار نہیں ہوتے۔" نیلم کے نظریات بالکل پختہ اور کسی پتھر پر لکیر کی مانند تھے۔
"چاہے ان عزتوں کا خراج ساری زندگی ہی دینا پڑے' ایک ناپسندہ شخص کو ساری زندگی کے لیے اپنے اوپر مسلط کرنا بھی تو آسان نہیں ہوتا۔" بختاور نے اور تیزی کے ساتھ پیکنگ کرنی شروع کردی تھی۔
"مجھے صرف اتنا پتا ہے بختاور! جن بیٹیوں کے ساتھ ماں باپ کی دعائیں ہوں' ان کی قسمت میں اللہ نے کوئی آزمائش نہ لکھی ہو تو ان کے گھر بس ہی جاتے ہیں' دل کا سکون اور عزت و احترام کی ردا بہت قیمتی اور انمول چیزیں ہیں جن کا احساس انسان کو زندگی گزارنے کے بعد ہی ہوتا ہے۔" نیلم نے اس کو اپنی طرف سے سمجھانے کی پوری کوشش کی۔
"میں تمہاری بات سے متفق نہیں ہوں۔" بختاور یہ جملہ صرف دل میں سوچ کر رہ گئی کیونکہ لبوں پر لانے کی صورت میں ایک طویل بحث چھڑنے کا اندیشہ تھا' جو وہ اس وقت کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔
"تمہارے کچھ پیسے تھے میرے پاس' اسے رکھ لو۔۔۔" بختاور نے ہزار کا نوٹ اپنے پرس سے نکال کر نیلم کی طرف بڑھایا۔
"یار! اتنی جلدی کس بات کی ہے' آگر واپس کردینا۔" نیلم نے بے تکلفی سے کہا تو وہ بے بس انداز میں بولی۔
"میں اپنے سر پر کوئی بھی بوجھ لے کر نہیں جانا چاہتی اور قرض تو جتنی جلدی لوٹا دیا جائے' اچھا ہوتا ہے۔" اس نے اپنی پیکنگ مکمل کرلی تھی۔
"تم تو ایسے سارے معاملات کلیئر کر کے جارہی ہو' جیسے خدانخواستہ واپس آنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔" نیلم کی بات پر اس کا دل بری طرح سے دھڑکا۔
"ایسا ہو بھی تو سکتا ہے۔" بختاور کے ذو معنی انداز پر وہ چونکی۔
"کیا مطلب ہے تمہارا؟" نیلم ٹھیک ٹھاک الجھن کا شکار ہوئی۔
"میرے بابا کا کچھ پتا نہیں' فیصل کے ساتھ نکاح کرنے بعد ہاتھ پکڑ کر اسی وقت رخصت بھی کردیں۔" بختاور نے ہلکے پھلکے انداز میں اسے ڈرایا۔
"اللہ نہ کرے یار' اس کمرے میں تو میں تمہارے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔"
نیلم کے لہجے کی بے ساختگی اور محبت کسی بھی قسم کے شک و شبے سے بالاتر تھی۔ بختاور کو اپنے دل میں تاسف کا دھواں سا اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ پاؤں میں ایک ان دیکھی سی زنجیر آکر لپٹ گئی۔
"اگر واقعی بابا نے مجھے واپس نہ آنے دیا تو۔۔۔؟" بختاور نے کسی خیال سے الجھ کر اپنی بہترین دوست کا پیارا سا معصوم چہرہ دیکھا۔
"پلیز بختاور! آدھی رات کو ایسی خوف ناک باتیں تو مت کرو' میرا تو ابھی سے سوچ کر ہی دم گھٹنے لگا ہے۔" نیلم نے برا سا منہ بنا کر اس سے درخواست کی تو وہ دھیرے سے ہنس دی۔
"چلو اب خاموشی سے سو جاؤ' صبح تم نے اتنا لمبا سفر بھی کرنا ہے۔" نیلم نے محبت سے لبریز لہجے میں اسے یاد دلایا تو اس کے چہرے سے ایک دم ہی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ وہ ہلکا سا جھجک کر بولی۔
"نیلم پلیز۔ آج کی رات سونے کا مت کہو' میں آج تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یار! باتوں کے لیے تو ساری زندگی پڑی ہے' صبح پروفیسر منصور کا ٹیسٹ بھی ہے ہم تو جان چھڑا کر جارہی ہو۔" نیلم نے اٹھ کر کمرے میں پھیلی چیزوں کو سمیٹا۔

"جو ٹیسٹ اور امتحان میں دینے جارہی ہوں' دعا کرو' اللہ ایسی آزمائش میں کسی کو نہ ڈالے۔" وہ اداس ہوئی۔

"تم پریشان مت ہو' مجھے یقین ہے۔ فیصل بہت اچھا لڑکا ہوگا' والدین اپنے بچوں کے لیے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتے۔" نیلم نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی تو وہ مزید پریشان ہوگئی۔

"جب والدین نے اپنے سروں پر نام نہاد عزتوں اور انا کے بھاری بھرکم گٹھڑ رکھے ہوئے ہوں تو اس وقت انہیں اولاد کے دل کی خوشی سے زیادہ' اپنی بات منوانے کی دھن ہوتی ہے اور ایسے عالم میں کیے جانے والے فیصلے ضروری نہیں خوش گوار ہی ہوں۔" نیلم کو محسوس ہوا کہ وہ ابھی تک بدگمان تھی۔

"اچھا اچھا۔ فضول مت بولو' کل کو یہی سب کچھ تم اپنی اولاد کے ساتھ بھی کررہی ہوگی۔" نیلم نے دانستہ ہلکا پھلکا انداز اپنایا۔

"میں اپنی اولاد سے جینے کا حق نہیں چھینوں گی۔" وہ ناراض انداز سے گویا ہوئی۔

"وقت سے پہلے بڑے بڑے دعوے نہیں کرتے' کیونکہ تقدیر کا ہاتھ بہت بے رحم ہوتا ہے' بعض دفعہ انسان اپنے ہی کہے گئے جملوں اور لفظوں کے شکنجے میں ایسا پھنستا ہے کہ ساری زندگی باہر نکلنے کا راستہ نہیں ملتا۔" نیلم نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔۔۔" بختاور پر اس کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"اچھا' اب منہ پر انگلی رکھو اور خاموشی سے سوجاؤ۔" نیلم کے لہجے میں ہلکی سی برہمی چھلکی اور اس نے جلدی سے کمرے کی لائٹ بند کردی۔

"سوچ لو' آج میرا منہ بند کروانے کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی تمہیں۔۔۔" بختاور نے شرارت سے اسے چھیڑا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا۔۔۔" وہ رات کے اندھیرے میں اس کے چہرے کے تاثرات تو نہیں دیکھ سکتی تھی' لیکن اتنا اندازہ ضرور تھا کہ وہ اس وقت بالکل بھی سنجیدہ نہیں تھی۔

"ساری زندگی اس بات پر پچھتاؤ گی کہ آج کی رات میرا منہ کیوں بند کروایا تھا۔" بختاور کی آواز میں چھپی پراسراریت نیلم کو اچھی خاصی الجھن میں مبتلا کرگئی۔

"لگتا ہے' فیصل سے شادی کے فیصلے نے تمہارے دماغ پر اثر کیا ہے۔" نیلم نے اپنا تکیہ درست کرتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"دماغ پر نہیں دل پر' آج کل تو "دماغ" کام ہی نہیں کرتا۔" وہ بے وجہ ہنسی۔

"بس چپ ہوجاؤ۔۔۔" نیلم نے محبت بھرے لہجے میں اسے ڈانٹا اور لحاف اوڑھ لیا۔

اور پھر آنے والے اگلے کئی سالوں تک وہ اس بات پر پچھتاتی رہی کہ کاش اس نے بختاور کو اس رات زبردستی چپ نہ کروایا ہوتا تو شاید اس کی قسمت میں لکھی سیاہی کو مزید گہرا کرنے میں اس کا نام نہ ہوتا۔

☆ ☆ ☆

"ارصم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا۔۔۔؟" پچھلے چار گھنٹوں میں اسی سوچ نے اوریدا کو کئی بار رلایا تھا۔ وہ جب بھی آنکھیں بند کرتی تو ارصم اور زرش کے ہنستے مسکراتے چہرے اس کے سامنے آجاتے اور اس کے دل کا سارا سکون غارت ہوجاتا۔

وہ تو کہتا تھا کہ اس کا زرش سے کوئی رابطہ نہیں' لیکن دونوں کے درمیان موجود بے تکلفی تو بتارہی تھی کہ یہ رابطہ تو کبھی منقطع ہی نہیں ہوا تھا۔

وہ ننگے پاؤں باہر نکل آئی تھی۔ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اس نے لان میں قدم رکھا' رات کے بارہ بج رہے تھے اور سردیوں کی اس رات میں ہو کا عالم تھا۔ ایک بے چینی اور بے قراری نے اوریدا کے وجود کا حصار کر رکھا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میرا تو دعوی تھا کہ ساری دنیا مجھ سے جھوٹ بول سکتی ہے، لیکن ارصم نہیں۔"

وہ خود سے لڑتی جھگڑتی لان میں رکھے بنچ پر آن بیٹھی۔ کچھ دن کے بعد اس کے سالانہ ایگزام شروع ہونے والے تھے اور اسٹڈی سے اس کی طبیعت اچانک ہی اچاٹ ہوگئی تھی۔ ابھی شام میں ہی ڈیٹ شیٹ دیکھتے ہوئے اس نے خود سے عزم کیا تھا کہ وہ پاپا' ماہیر اور ارصم تینوں کو اچھے مارکس لے کر دکھائے گی۔ اس وقت اس کے سارے ارادے بھربھری ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل گئے تھے۔ دل کسی صورت بھی سنبھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

وہ ایک دفعہ پھر ٹہلنے لگی تھی۔ ہاتھ میں پکڑے سیل فون پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ ارصم کو کال کرکے اسے ٹھیک ٹھاک سنائے گی اور جھوٹ بولنے پر اس کی خوب خبر لے گی' لیکن اب اس کا بدگمان دل ارصم کی آواز سننے کو بھی تیار نہیں تھا۔ اسی وقت ٹیکسٹ میسج کی ٹون بجی۔ اس نے بے تابی سے اپنا ان بکس کھولا سامنے ہی ارصم کا اسمائلی کارٹون کے ساتھ چھوٹا سا پیغام اس کا منتظر تھا۔

"ہائے لڑاکا بلی! کیا کر رہی ہو؟"

اس نے دل پر پتھر رکھ کر پہلی دفعہ ارصم کے کسی ٹیکسٹ کو جواب دینے کے بجائے اسے ڈیلیٹ کردیا تھا' وہ یونہی ننگے پاؤں چلتے ہوئے ارصم کے پورشن کی طرف چلی آئی۔ آنٹی بینش کے ٹیرس کا دروازہ کھلا اور وہ کسی سے سیل فون پر بات کرتے ہوئے باہر نکلی تھیں' شاید کوئی سگنل پرابلم تھا۔

"شاہانہ! کسی اچھی سی ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ بتاؤ نا' جو میڈیکل کے پہلے سال میں ہو۔" پرجوش انداز سے ان کی آواز بلند ہوئی۔ رات کے سناٹے میں ان کی آواز اوریدا کی سماعتوں تک بھی پہنچی۔ وہ ٹھٹک کر ان کے ٹیرس کے نیچے ہی کھڑی ہوگئی۔

"ارے بابا! کس کے لیے سے تمہاری کیا مراد ہے' میں ارصم کی بات کر رہی ہوں۔" وہ کھلکھلا کر ہنسیں۔ اوریدا کو اپنے دل پر منوں وزن گرتا ہوا محسوس ہوا۔

"اس کا بھی میڈیکل کا پہلا سال ہے' اچھا ہے نا' اس کی توجہ کہیں اور نہیں بھٹکے گی۔" وہ بڑی بے تکلفی سے بات کر رہی تھیں۔

"ویسے بھی لڑکوں کے پیروں میں جتنی جلدی زنجیریں ڈال دی جائیں' بہتر رہتا ہے۔" دوسری جانب موجود خاتون کی بات سننے کے لیے وہ کچھ لمحے چپ ہوئیں اور اگلے ہی لمحے وہ بلند آواز میں دوبارہ گویا ہوئیں۔

"بس تم فورا" پاکستان پہنچو اور اس بچی کی والدہ سے بات کرکے مجھے بتاؤ بھئی۔ میرا بیٹا اتنا لائق فائق ہے' اس کے لیے کوئی نالائق اور بی اے پاس لڑکی تو اٹھا کر نہیں لاسکتی نا۔"

اوریدا کو نہ جانے کیوں لگا تھا جیسے انہوں نے اس پر طنز کیا ہو حالانکہ وہ تو رات کے اس پہر اپنے ٹیرس کے نیچے اس کی موجودگی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ اوریدا کا دل بھر آیا۔ پھر پتا نہیں کیا سوچ کر اس نے اپنے آنسو اندر ہی نگل لیے۔

"مجھے اب نہیں رونا... بس..." سردیوں کی اس رات ننگے پاؤں لان کی گھاس پر چلتے ہوئے پہلی دفعہ اوریدا نے کوئی عہد اپنے آپ سے کیا تھا۔

"مجھے کسی سے محبت کی بھیک بھی نہیں مانگنی۔"

دوسرا وعدہ بھی اس نے اپنے آپ سے کیا تھا۔ وہ اب خاموشی سے لان میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ وہ خود احتسابی کی ایک ایسی کڑی رات تھی' جس کے بعد اوریدا کو ایک نئی شکل کے ساتھ دنیا والوں کا سامنا کرنا تھا۔ آسمان سے گرتی شبنم نے اس کے دل پر لگی بہت سی کائی کو صاف کردیا تھا۔ اس نے خود ترسی اور بے چارگی کی چادر کو اتار کر شیشم کے درخت کے نیچے دفن کردیا۔ موسم سرما کی اس سرد رات نے اس کے بہت سے جذبات کو حقیقتاً" سرد کردیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"تم پاگل تو نہیں ہوگئی ہو' جو چوبیس چوبیس گھنٹے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑھتی رہتی ہو۔" بڑی اماں سرسوں کا تیل ایک بڑے پیالے میں ڈال کر اسے دبوچ کر بیٹھ گئی تھیں۔ وہ آج کافی دنوں کے بعد ان کے ہاتھ لگی تھی۔

"بڑی اماں پلیز! میرا ٹائم مت ضائع کریں۔" وہ بیالوجی کی کتاب پر جھکی ناراضی سے گویا ہوئی۔ اس کا یہ جملہ اندر داخل ہوتے ارصم نے بخوبی سنا تھا۔ وہ پچھلے پندرہ دن سے اس سے دل ہی دل میں خفا تھا کیوں کہ اوریدا کا سیل فون اتنے دن سے پاور ڈ آف تھا اور گھر کے پی ٹی سی ایل فون پر پڑھائی کرنے کا بہانا کر کے وہ دو منٹ کے بعد ہی غائب ہو جاتی تھی۔

"بڑی اماں! یہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے' اس کا ٹائم ضائع مت کریں' اس نے بورڈ میں ٹاپ کرنا ہے۔" وہ جتاتے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے بالکل سامنے آن بیٹھا تھا۔ اوریدا نے اپنی نظریں کارپٹ کے ڈیزائن پر جمالیں' وہ اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"جس طرح یہ پاگلوں کی طرح دن رات کتابوں میں سر دیے بیٹھی رہتی ہے' مجھے تو لگتا ہے' اس دفعہ واقعی ہی پوزیشن لے جائے گی۔" بڑی اماں نے خلوص دل سے کہا تھا۔ ارصم ان کی بات پر مسکرایا اور اس کے پیچھے اندر داخل ہوتی آنٹی بینش کے چہرے پر بڑی استہزائیہ سی مسکراہٹ دوڑی۔

"نائی اماں! دن میں خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں۔ جتنے مرضی دیکھ لے انسان۔"

انہوں نے طنزیہ انداز سے اوریدا کی طرف دیکھا اور بڑے ابا کی اسٹڈی کی طرف بڑھ گئیں۔ ارصم اور بڑی اماں نے خوف زدہ انداز سے اوریدا کا چہرہ دیکھا جس پر کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنی کتاب پر جھکی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے آنٹی بینش کی بات کو سنا ہی نہ ہو۔ ارصم کو پہلی دفعہ کچھ عجیب ہونے کا احساس ہوا۔

وہ بڑے ابا سے مل کر اس کے کمرے میں آیا تو وہ اپنی کتابوں میں گم تھی۔ اس نے ایک سرسری سی نگاہ ارصم پر ڈالی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے پاس ہی کارپٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اوریدا نے سر اٹھا کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"تم کچھ بدلی بدلی سی ہو یا مجھے ہی لگ رہی ہو؟" ارصم نے محتاط انداز سے پوچھا۔

"ہاں' بڑی اماں نے تیل بھی تو بہت زیادہ لگا دیا ہے بالوں میں' مجھے تو خود اپنی شکل بہت عجیب سی لگ رہی ہے۔" وہ جلدی سے اٹھ کر ڈریسنگ کے شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ارصم جھنجلا سا گیا۔

"میں تمہارے ظاہری حلیے کی بات نہیں کر رہا ہوں اوریدا۔۔۔" اس کی جھنجلاہٹ پر اوریدا نے سنجیدگی سے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا' وہ اسے اپنے سے بہت دور فاصلے پر کھڑا نظر آیا تھا۔

"اچھا' پھر کس چیز کی بات کر رہے ہو؟" اسے پہلی دفعہ احساس ہوا تھا کہ جان بوجھ کر انجان بننے میں بھی بڑا لطف ہوتا ہے۔

"تم پندرہ دن سے مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی ہو۔" اس نے دو ٹوک انداز میں پوچھا۔

"اس لیے کہ میرے ایگزامز سر پر ہیں اور مجھے اچھے مارکس لینے ہیں۔" اس نے حتی الامکان اپنے لہجے کو سادہ رکھنے کی کوشش کی۔

"تمہارے ایگزامز مجھ سے زیادہ اہم ہیں۔۔۔" وہ گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ایک نئے امتحان میں ڈال گیا۔

"اس وقت میرے لیے سب سے زیادہ اہم میرے پیپرز ہی ہیں۔" اس نے اب نگاہیں چرانے کا طریقہ اچھی طرح سیکھ لیا تھا۔

"اٹس اوکے۔۔۔ اس کا مطلب ہے' میں غلط موقع پر آگیا ہوں۔ تمہیں اپنی اسٹڈی پر فوکس رکھنا چاہیے۔"

وہ جلدی سے اٹھا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا' اسے یقین تھا کہ ابھی اوریدا کی آواز اس کے تعاقب میں آئے گی اور وہ آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک کر کہے گی۔

"پاگل تو نہیں ہو گئے ہو' تم سے زیادہ اہم تو میرے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیے دنیا کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔"
لیکن اس دفعہ حیران ہونے کی باری ارصم کی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے ایک بھید بھری خاموشی کے طوفان کو پوری قوت کے ساتھ محسوس کیا۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے ارصم نے یوں ہی نظر اٹھا کر دیکھا' وہ کیلکولیٹر پر جھکی بڑی لاپروائی سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔ جیسے ارصم کے آنے یا جانے کا اس پر کوئی فرق نہ پڑا ہو۔ ارصم کے دل میں چبھن سے کوئی چیز ٹوٹی۔ اسے پہلی دفعہ لگا کہ ہواؤں نے اپنا رخ بدل لیا ہے۔

DOWNLOADED FROM
PAKSOCIETY.COM

"تم بہت انرجیٹک ہو شانزے۔" وہ ایک ایڈ کا کونسیپٹ بنا کر ماہیر کے پاس پہنچی تو اس نے سلائیڈ پر ایک نظر ڈالتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ اس لڑکی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کا ایک سمندر آباد ہے۔ ضرورت صرف اس کے آگے بند باندھ کر اسے بہتر راستہ دینے کی تھی۔
"حالانکہ میں نے زندگی میں یہ کام کرنے کا کبھی نہیں سوچا تھا۔" شانزے کی ماہیر کے ساتھ اچھی انڈر اسٹینڈنگ ہو چکی تھی۔ وہ دونوں اکثر پہلی ملاقات پر ہونے والی غلط فہمی کو انجوائے بھی کرتے تھے۔ شانزے کو بہت جلد احساس ہو گیا تھا کہ وہ ہمدرد طبیعت کا حامل' ایک دوستانہ مزاج رکھنے والا بہت اچھا لڑکا ہے۔
"ڈونٹ وری' میں نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا کہ کبھی پاکستان جاؤں گا اور وہاں جا کر ایسے ایجنسی کھول کر بیٹھ جاؤں گا۔" ماہیر نے کافی کا آرڈر دیتے ہوئے مسکرا کر اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ آپ یہاں آکر پچھتا رہے ہیں۔" شانزے نے ہلکے پھلکے انداز میں اسے چھیڑا۔
"ہرگز نہیں' میں اپنے پاپا کی خواہش پر یہاں آیا ہوں اور وہ اگر مجھے افغانستان بھی بھجوا دیتے تو میں ان کے سامنے اف نہ کرتا۔" شانزے کو اس کی اپنے باپ سے محبت بہت حیران کرتی تھی۔
"آپ کے پاپا بہت لکی ہیں کہ انہیں آپ جیسی اولاد ملی۔" شانزے نے کھلے دل سے اسے سراہا۔
"ایک بات کہوں شانزے! برا تو نہیں مانو گی۔" ماہیر کی بات پر اس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کا بے غرض چہرہ دیکھا۔ زندگی میں اس نے ابھی تک سرمد اور رباب کے بعد یہ تیسرا چہرہ دیکھا تھا جس پر ڈھونڈنے سے بھی اسے ریاکاری نظر نہیں آتی تھی۔
"تمہارے بابا کی تو ڈیتھ ہو گئی' لیکن ماما تو زندہ ہیں نا' تمہیں ان کو تلاش کرنا چاہیے۔" ماہیر کی بات پر اسے دھچکا سا لگا' وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اتنی بے تکلفی سے اسے یہ مشورہ دے سکتا ہے۔
"کیا ہوا' میری بات بری لگی ہے تمہیں؟" ماہیر نے بہت تیزی سے اس کے دل میں ابھرنے والی سوچ کو پڑھا۔
"بری تو نہیں' البتہ بہت عجیب لگی ہے۔" شانزے نے بے تکلفی سے کہا۔
"وہ کیوں...؟" وہ میز پر رکھا اپنا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے مسکرایا۔
"اس لیے کہ آج سے پہلے کبھی کسی نے مجھے یہ مشورہ نہیں دیا تھا۔" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔
"خیر' مشورہ تو ضرور کسی نہ کسی نے دیا ہو گا لیکن یہ اور بات ہے کہ تم اس پر غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتی ہو گی۔" وہ بہت جلد اس کا مزاج آشنا ہو گیا تھا۔ شانزے اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی۔

سرورق کی شخصیت

ماڈل ---------- ماریہ رضوی
میک اپ ---------- روز بیوٹی پارلر
فوٹوگرافی ---------- موسیٰ رضا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آپ ٹھیک کہتے ہیں' شاید اس لیے کہ میں نے کبھی اس چیز کی ضرورت محسوس نہیں کی' شروع سے بورڈنگ میں رہی' ساری زندگی ہوسٹلز میں گزار دی' گھریلو لائف اب مجھے بہت عجیب لگتی ہے۔" وہ کھل کر اپنے احساسات اس سے بیان کررہی تھی۔

"چلو شادی کروگی تو خود سیٹ ہوجاؤ گی۔" ماہیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری زندگی کی پلاننگ میں اس نام کی کوئی چیز نہیں۔" شانزے کی بات نے ماہیر کو حیران کردیا۔

"کیا مطلب....؟"

"میری پھوپھو کہتی ہیں کہ میری ماں کے اندر گھر بسانے کے گٹس ہی نہیں تھے اور شاید یہی چیز مجھے بھی جینز میں ان کی جانب سے ملی ہے۔" شانزے کی باتیں ماہیر کو آج تعجب میں مبتلا کررہی تھیں۔

"بھئی۔ تمہاری پھپھو نے کوئی حدیث تو نہیں بیان کی جس پر تم نے آنکھیں بند کرکے یقین کرلیا۔ ہر انسان دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔" ماہیر کو اس کے خیالات جان کر مایوسی ہوئی۔

"ہوسکتا ہے' آپ ٹھیک کہتے ہوں' لیکن ٹرسٹ می' میں نے کبھی عام لڑکیوں کی طرح گھر بسانے کے خواب نہیں دیکھے' میری زندگی کا واحد مقصد اپنا کیریئر بنانا ہے۔" شانزے نے اسے مزید پریشان کیا۔

☆ ☆ ☆

"یار! بہت ہی عجیب لڑکی ہے وہ' جسے تم اپنی بہن بنائے گھوم رہے ہو۔" شام کو سرمد اس سے ملنے آیا تو ماہیر کا شکوہ سن کر بے ساختہ ہنس پڑا۔

"انسان ـــــ بہت پیچیدہ ہے یار اور جس قسم کے ماحول میں ہم پرورش پاتے ہیں' اس کا اثر زندگی میں کہیں نہ کہیں جھلکتا ضرور ہے۔ جہاں تک بات شانزے کی ہے تو اس نے نارمل ماحول میں زندگی بسر نہیں کی' اس لیے ایسی ہوگئی ہے۔" سرمد نے تفصیل سے جواب دیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے' لیکن اب تو اسے کچھ انسان بنانے کے بارے میں سوچو۔" ماہیر ابھی تک غیر سنجیدہ تھا۔

"آخر کو میرے مستقبل کا سوال ہے۔"

"کیا تم سیریس ہو اس کے لیے....؟" سرمد حیران ہوا۔

"جس قسم کی باتیں اس نے آج کی ہیں' مجھے اپنے سیریس ہونے سے زیادہ اس کی ٹینشن ہوگئی ہے۔ اس میں لڑکیوں والی تو کوئی بات ہی نہیں۔" ماہیر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو سرمد بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی وقت اوریدا سنجیدہ سے انداز میں وہیں چلی آئی۔

"بھائی! آپ کو بڑے ابا بلا رہے ہیں۔" اوریدا نے اسے بڑے ابا کا پیغام دیا تو سرمد خوشگوار حیرت کا شکار ہوا۔

"واہ تم نے آتے ہی بڑے ابا پر کون سا جادو کردیا ورنہ وہ تو ارحم کے علاوہ کسی کو لفٹ ہی نہیں کرواتے تھے۔"

"اوہ بھائی! بڑا لمبا چلہ کاٹا ہے' صبح چھ بجے ان کے ساتھ جاگنگ' شام کو واک اور رات کو شطرنج اور وہ بھی منہ بند کرکے۔" ماہیر کے شرارتی انداز پر اوریدا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

"کیا واقعی....؟" سرمد کو یقین نہیں آیا۔

"ہاں نا.... اتنی لمبی جاگنگ میں بھی.... میں ہی بولتا ہوں' وہ تو شکر ہے سن لیتے ہیں اور شطرنج میرے ساتھ کھیلنا بھی ان کی مجبوری ہے' کیونکہ وہ شطرنج کے بغیر رہ نہیں سکتے اور ارحم ہوسٹل میں ہے۔ وہ وہاں سے روزانہ آ نہیں سکتا۔" ماہیر نے اصل بات بتائی تو سرمد مسکرا دیا۔

"اوریدا! تم سرمد کو کمپنی دو' میں بڑے ابا کے ساتھ ایک بازی لگا کر آتا ہوں۔" ماہیر جلدی سے اندر کی جانب بڑھ گیا تو سرمد نے گہری نظروں سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا' جو بہت عرصے سے اس کے دل کا چین لوٹ کر خود مزے سے اپنی زندگی میں مگن تھی۔

"اوریدا کیسی ہو' پیپرز کیسے ہوئے تمہارے؟"

"ٹھیک ہوں' پیپرز بھی اچھے ہوگئے ہیں۔ آپ سنائیں' طیبہ پھپھو کیسی ہیں؟" اس نے لاپروائی سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

پوچھا۔
"امی ٹھیک ہیں' اکثر تمہیں یاد کرتی ہیں' کسی دن چکر لگاؤ نا۔" سرمد نے خوش دلی سے اسے انوائیٹ کیا۔
اوریدا نے اس کی بات پر مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ اپنے پورشن سے اس طرف آتا ہوا ارصم' اوریدا کو سرمد کے پاس کھڑا دیکھ کر بے چین ہوا۔ وہ فوراً" ہی ان دونوں کے پاس پہنچا تھا۔
"کیسے ہیں سرمد بھائی آپ۔۔۔؟" ارصم کی مضطرب نگاہیں اوریدا کے حد درجہ سنجیدہ چہرے پر تھیں' لیکن وہ پوچھ سرمد سے رہا تھا۔ اوریدا کو اپنے دل پر ایک ٹھنڈی سی پھوار گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔
"میں ٹھیک ہوں' تم سناؤ' اسٹڈی کیسی چل رہی ہے۔" سرمد' ارصم کے اچانک آنے پر کوفت کا شکار ہوا' لیکن کھل کر کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔
"اوری تھنگ از فائن۔۔۔" ارصم نے مختصراً" جواب دے کر اوریدا کی طرف دیکھا' جو ان دونوں کو نظر انداز کیے گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔
"اوریدا! سنا ہے کل تمہارا رزلٹ آرہا ہے' پھر کتنے ٹشو رول خریدوں؟" اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا۔
"اس دفعہ یہ سوال آپ مجھ سے کرنے کے بجائے اپنی ماما سے کریں' شاید ان کو ضرورت پڑ جائے اس کی۔" اوریدا کے طنزیہ لہجے پر ارصم بوکھلایا اور سرمد نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا جو اپنی بات کہہ کر بے نیازی سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔
"تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہو اوریدا۔۔۔؟" وہ اس کے پیچھے ہی اس کے کمرے میں پہنچا اور اب غصے سے اس کا بازو پکڑے پوچھ رہا تھا۔
"میں نے کیا۔۔۔ کیا ہے۔۔۔؟" اس نے آہستگی سے اپنا بازو چھڑایا۔
"آخر پرابلم کیا ہے تمہارے ساتھ' تم پچھلے کچھ عرصے سے مجھے بری طرح اگنور کر رہی ہو۔" وہ پریشان انداز سے پوچھ رہا تھا۔
"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔" اوریدا صاف مکر گئی۔
"تم کسی بات پر مجھ سے خفا ہو کیا۔۔۔؟" ارصم نے الجھ کر اس کا سپاٹ چہرہ دیکھا۔
"میں کیوں آپ سے خفا ہونے لگی' میرا آپ سے تعلق ہی کیا ہے۔" وہ اجنبیت کی آخری دہلیز پر کھڑی تھی۔
"ادھر میری طرف دیکھ کر بتاؤ' کیا تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔" اس نے دونوں بازوؤں سے اسے پکڑ کر غصے سے اپنی طرف کیا۔
"نہیں۔۔۔" اوریدا نے بہت مضبوطی سے اپنے دل پر پاؤں رکھا۔ ارصم کو شاک سا لگا' وہ چند لمحے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھتا رہا' جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ اوریدا اس سے یہ کہہ سکتی ہے۔ اس کے چہرے پر صدمے کی سی کیفیت تھی۔ پھر اس کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔
"آر یو شیور۔۔۔؟" اس نے اپنی ڈوبتی نبضوں کو سہارا دینے کی کوشش کی۔
"یس۔ ہنڈرڈ پرسنٹ۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کا سارا سکون تہس نہس کر گئی۔
"ٹھیک ہے' اب مجھ سے گلہ مت کرنا۔" وہ سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس کے کمرے سے نکل گیا۔ پتا نہیں کیوں اوریدا کو پہلی دفعہ ایسا محسوس ہوا کہ وہ شاید اس کے دل سے بھی بہت دور نکل گیا ہے۔
دوسری طرف ارصم کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔
"کہیں سرمد بھائی نے تو اسے اپنی طرف مائل نہیں کر لیا۔" اپنے پورشن کی طرف جاتے ہوئے وہ پہلی دفعہ اوریدا سے بدگمان ہوا۔
"تب ہی تو وہ میرے منع کرنے کے باوجود ان سے بات کرنے سے باز نہیں آئی اور اب تو اس کا رویہ مجھ سے بھی بدل گیا ہے۔ یہی بات ہوگی۔" ارصم کا دل دکھ کے گہرے احساس سے بھر گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اوریدا اس سے اس انداز سے بات کر سکتی ہے۔ بدگمانی' گلے' شکووں کی ایک فصل لمحے میں پک کر تیار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو گئی تھی۔ وہ بھی اب اوریدا سے خفا ہو چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

اگلے دن اوریدا کا حیرت انگیز رزلٹ پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑا گیا تھا۔ اس نے نائنٹی پرسنٹ مارکس لے کر سب کو حیران کر دیا تھا۔ پہلی دفعہ اوریدا نے بڑے ابا کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔ ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے تیمور کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پاکستان آجائیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا' یہ تمہارا ہی رزلٹ کارڈ ہے۔" ماہیر خوشگوار بے یقینی سے اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں نہ کہتی تھی کہ میری پوتی اتنی بھی نالائق نہیں' جتنا تم سب لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔" بڑی اماں نے فوراً" ہی صدقے کا بکرا منگوالیا تھا۔ دوسری جانب ارصم کے پورشن میں ڈاکٹر بینش پر یہ خبر بجلی بن کر گری تھی۔

"آپ مانیں یا نہ مانیں آغا جی! تیمور نے بورڈ میں پیسے دے کر نمبر لگوائے ہیں۔" وہ اس وقت لان میں آغا جی اور ارصم کے سر پر سوار تھیں اور اپنے دل کی جلن نکالنے کا انہیں کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

"ارے اس نے نمبر لگوانے ہوتے تو میٹرک میں نہ لگوا دیتا' اس دفعہ تو واقعی اوریدا نے محنت کی ہے۔" آغا جی کی بات بینش کو سخت ناگوار گزری تھی۔ انہوں نے چبھتی ہوئی نگاہوں سے ان کے بالکل برابر خاموش بیٹھے ارصم کو دیکھا۔

"کہیں تم جا جا کر تو اسے نہیں پڑھاتے رہے۔۔۔؟"

"ماما۔۔۔ میں پچھلے ماہ سے ہوسٹل میں ہوں اور صرف ویک اینڈ پر گھر آتا ہوں۔" ارصم ہلکا سا چڑ کر مزید بولا۔ "اس دفعہ تو نہیں۔۔۔ ہاں میٹرک میں ضرور پڑھایا تھا میں نے اسے' تب تو اس نے کوئی خاص پرفارمنس نہیں دکھائی تھی۔"

"تو اب کیا راتوں رات ذہانت آسمان سے برس پڑی ہے اس پر؟ مجھے تو یقین ہے' اندر خانے کوئی اور ہی گیم ہے۔" بینش حسد کی آگ میں بری طرح جھلس رہی تھیں اور ان کی باتیں ارصم کو ناگوار تو گزر رہی تھیں' لیکن ان کے سامنے اوریدا کی حمایت کرنا' اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔ اس لیے وہ دانستہ خاموش ہی رہا۔

"میرا تو خیال ہے' اس دفعہ بچی نے خود کافی محنت کی ہے' میں نے خود اسے گھنٹوں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔" بینش کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرأت آغا جی ہی کر سکتے تھے اور انہوں نے ہی کی تھی۔

"رہنے دیں آغا جی' سب جانتی ہوں میں۔" انہوں نے بے زاری سے ناک سے مکھی اڑائی۔

"تو ماما! آپ کو کیا پرابلم ہے' وہ ٹاپ کرے یا فیل ہو۔۔۔" ارصم نے دانستہ لاپروا انداز اپنایا۔

"تم تو چپ ہی رہو۔۔۔" انہوں نے فوراً" ہی اسے جھاڑا' ارصم کا چہرہ سرخ ہوا۔ "ویسے خیر ہے۔۔۔ تم آج کامیابی کے جشن میں شریک ہونے نہیں گئے۔ ابھی تک یہیں بیٹھے ہو' اس وقت تو تمہیں وہیں ہونا چاہیے تھا۔"

بینش کا استہزائیہ انداز ارصم کو بہت برا لگا' وہ جھٹکے سے اٹھا اور لان سے نکل کر اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا۔

"بینش تم ہمیشہ ارصم کے ساتھ زیادتی کرتی ہو۔" آغا جی کو بھی اس دفعہ غصہ آگیا۔

"ایسا کیا کہہ دیا ہے میں نے اسے' جو اتنا زیادہ ری ایکٹ کر رہا ہے وہ۔۔۔" بینش نے اپنی غلطی ماننا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

"تمہارا یہ جذباتی پن کسی دن بہت بڑے نقصان کا باعث بنے گا' آج تم میری یہ بات لکھ لو۔" آغا جی کا لہجہ سرد لیکن لفظوں کا چناؤ پھر بھی بہتر تھا' وہ متحمل انداز سے اوریدا کے پورشن کی طرف بڑھ گئے۔ بینش پاؤں پٹختی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

اوریدا کا آج کا دن بہت ہی اچھا گزرا تھا۔ بڑی اماں کے ساتھ ساتھ بڑے ابا نے بھی اسے مبارک باد دے کر حیران کر دیا تھا۔ آغا جی نے تو اسے مبارک باد کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ساتھ ساتھ انعام فوراً" پانچ ہزار بھی نکال کر تھما دیے تھے۔ طیبہ پھپھو' سرمد کے ساتھ مٹھائی کا بڑا سا ٹوکرا لے کر پہنچ گئی تھیں۔ سب نے ہی اسے وش کیا تھا' لیکن ارصم کی طرف سے ایک چھوٹا سا ٹیکسٹ تک نہیں آیا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے میسج کی منتظر تھی' لیکن دوسری جانب اس دفعہ بالکل خاموشی تھی' ایسی خاموشی جو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی تھی۔

اوریدا نے رات میں کئی دفعہ اٹھ اٹھ کر اپنے سیل فون کی اسکرین کو چیک کیا تھا۔ دنیا جہان کے میسج آچکے تھے' لیکن جس پیغام کی وہ منتظر تھی۔ اسے بھیجنے والا اس سے روٹھ چکا تھا۔ صبح فجر کی اذانوں کے ساتھ ہی اوریدا نے اٹھ کر نماز پڑھی اور پھر سیل فون اٹھا کر ارصم کا نمبر ڈیلیٹ کر دیا۔۔۔ لیکن وہ بھول گئی تھی کہ نمبر ڈیلیٹ کرنے سے دل پر لکھے ہوئے نام کبھی نہیں مٹتے۔

☼ ☼ ☼

آپا صالحہ کو مسلسل ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا تھا۔ اس دن عدینہ ضد کر کے انہیں سی ایم ایچ اسپتال لے آئی تھی۔ ایک اچھے فزیشن کو دکھا کر کچھ ٹیسٹ لکھوا لیے تھے اور اب آپا کو ویٹنگ روم میں بیٹھا کر عدینہ ان کی رپورٹس لینے کے لیے لیب کی طرف نکلی تھی۔

"آخر آپا کو کیا بیماری ہے؟" وہ اپنی سوچوں میں الجھی کوریڈور مڑتے ہوئے سامنے سے آتے ہوئے ارصم سے بری طرح ٹکرائی' جو اس وقت اپنے بڑے ابا سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ جو صبح چند گھنٹوں کے لیے اس اسپتال میں بھی بیٹھتے تھے۔ وہ جیسے ہی عدینہ سے ٹکرایا۔ عدینہ کے ہاتھوں سے دوائیوں کا لفافہ پھسلا اور کوریڈور پر ٹائلوں کے فرش پر گرا اور ایک سیرپ کی بوتل ٹوٹ گئی۔

"او آئی ایم سو سوری۔۔۔" ارصم بری طرح گھبرا سا گیا۔

"مائی گاڈ۔۔۔!" عدینہ اسے چھوڑ کر اپنے میڈیسن والے شاپر کی طرف متوجہ ہوئی' سیرپ نے باقی ساری دوائیوں کا بھی بیڑا غرق کر دیا تھا۔

"آپ دھیان سے نہیں چل سکتے تھے۔" وہ اب ارصم پر برس پڑی جو سفید اوور آل پہنے ہوئے شرمندہ سا کھڑا تھا۔

اتنا تو عدینہ کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہے' لیکن اس وقت وہ بری طرح غصے میں آچکی تھی اور کسی بھی قسم کی رعایت دینے کے قطعاً" موڈ میں نہیں تھی۔

"رئیلی سوری۔۔۔ میں نے واقعی ہی آپ کو نہیں دیکھا۔۔۔" ارصم نے خفت زدہ انداز میں وضاحت کی۔

"ایسا کریں' پہلی ہی فرصت میں کسی اچھے آپتھمالوجسٹ (آنکھوں کے ڈاکٹر) کو چیک کروائیں۔" اس نے جھک کر اپنی میڈیسن اکٹھی کرنا شروع کیں۔ ارصم بھی شرمندگی سے اس کا ساتھ دینے لگا۔

"بس رہنے دیں آپ' یہ فارمیلٹی پوری کرنے کی ضرورت نہیں۔" عدینہ کو نہ جانے کیوں غصہ آرہا تھا۔ ارصم بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں' میری وجہ سے آپ کا اتنا نقصان ہو گیا۔ آپ میرے ساتھ چلیں' میں آپ کو یہ سب دوبارہ پرچیز کر دیتا ہوں۔" ارصم نے اپنی خفت مٹانے کے لیے کھلے دل سے آفر کی۔

"ایسا کریں آپ او پی ڈی کے باہر چلے جائیں۔ وہاں بہت سے مستحق لوگ بیٹھے ہیں۔۔۔ ان میں سے کسی کی مدد کریں۔۔۔ آپ کو زیادہ ثواب ہو گا۔" وہ سر جھٹک کر بے نیازی سے آگے بڑھ گئی۔ ارصم کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

آپا صالحہ کی ساری رپورٹس مل چکی تھیں اور اب ایک دفعہ ان کے فزیشن ڈاکٹر کو دکھا چکی تھی' لیکن انہوں نے ایک رپورٹ ڈاکٹر جلال الدین کو دکھانے کا مشورہ دیا تھا۔ جن کا کلینک دوسری جانب تھا۔ جبکہ آپا کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ انہیں لے کر جگہ جگہ پھر سکے۔ عدینہ نے انہیں ایک سائیڈ پر بٹھایا اور خود

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈاکٹر جلال کے کلینک کی تلاش میں نکل پڑی۔ دو چار لوگوں سے پوچھ کر وہ وہاں تک پہنچ تو گئی تھی، لیکن ان کا ویٹنگ روم مریضوں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا، عدینہ کی تشویش بڑھتی ہی جارہی تھی۔ اسی وقت ڈاکٹر جلال کے کلینک کا دروازہ کھلا اور اندر سے ارصم بڑے مصروف انداز سے باہر نکلا۔ اپنے سامنے کھڑی عدینہ کو دیکھ کر ٹھٹکا۔

"آپ، ڈاکٹر جلال سے ملنا ہے کیا؟" اس کے منہ سے پھسلا، عدینہ نے اثبات میں سرہلایا، وہ بھی اسے پہچان چکی تھی۔

"اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کو ملوا سکتا ہوں۔" ارصم کی بات پر عدینہ کے حلق سے ایک پرسکون سی سانس خارج ہوئی۔

"جی ضرور۔۔۔" اس نے اپنا سارا غصہ اور انا ایک طرف رکھی۔ ویسے بھی اسے اندازہ ہوچکا تھا کہ سارا قصور اس کا نہیں تھا۔ وہ خود بھی تو آنکھیں بند کیے ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی۔ اس لیے اس کے ساتھ ٹکرا گئی تھی۔

"آجائیں۔۔۔" ارصم نے بے تکلفی سے اسے اشارہ کیا۔ وہ ہلکا سا جھک کر اس کے پیچھے ہی ڈاکٹر جلال کے کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے بڑی پروقار سی شخصیت کے حامل ڈاکٹر جلال کو دیکھ کر عدینہ کو عجیب سا احساس ہوا۔ وہ بھی ارصم کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھ کر ہلکا سا چونکے۔

"بڑے ابا۔۔۔ یہ میری ایک کلاس فیلو کی کزن ہیں۔ شاید کچھ کنسلٹیشن کی ضرورت ہے انہیں۔" عدینہ نے جھٹ سے آپا صالحہ کی ایک رپورٹ ان کی طرف بڑھائی۔ انہوں نے میز پر رکھا ایک نفیس سا چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر لگایا اور عدینہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"پیشنٹ خود کہاں ہیں؟" انہوں نے بغور رپورٹ کا جائزہ لے کر عدینہ کی طرف دیکھا، جو اس وقت کچھ پریشان سی دکھائی دے رہی تھی۔

"جی۔ وہ ڈاکٹر جواد کے کلینک میں ہیں۔ انہیں ٹمپریچر تھا۔ اس لیے یہاں نہیں آئیں۔" عدینہ نے فوراً" ہی وضاحت کی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے کچھ مزید ٹیسٹ لکھ دیے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ شوکت خانم سے کروالیں اور انہیں کسی اچھے انکولوجسٹ (ماہر سرطان) کو دکھائیں۔" ڈاکٹر جلال کی بات پر عدینہ کے پیروں سے زمین نکلی۔

"ڈاکٹر صاحب! کیا کوئی خطرے کی بات ہے؟" عدینہ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"دیکھیں بیٹا۔ شوکت خانم کی رپورٹس سے پہلے میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا۔ بہتر ہوگا کہ آپ ٹیسٹ کروا کر ایک دفعہ چیک کروالیں۔ پھر آگے کچھ بات ہوسکے گی۔"

ڈاکٹر جلال کے لہجے کی سنجیدگی پر عدینہ کا دل کسی انہونی کے احساس سے دھڑکا۔ اس نے اپنے حلق میں موجود آنسوؤں کے گولے کو بمشکل نگلا اور سرہلاتے ہوئے اٹھی۔ ارصم بھی اس کے پیچھے لپکا۔

"سنیں۔۔۔ اگر آپ کہتی ہیں تو میرے ایک فرینڈ کے فادر شوکت خانم میں ہیں، میں وہاں بھی آپ کی ہیلپ کرسکتا ہوں۔" عدینہ نے پہلی دفعہ رک کر اس مہربان سی شخصیت کے حامل لڑکے کو دیکھا، اسے پہلی دفعہ یہ احساس ہوا جیسے اللہ نے اسے غیبی مدد کے طور پر اس کے پاس بھیجا ہو۔

"آپ کا نام۔۔۔؟" عدینہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے اس کا نام پوچھا۔ جس سے آج قسمت بار بار اسے ملوا رہی تھی۔

"ارصم جاوید۔۔۔ میں میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہوں۔ ابھی آپ جن کے پاس گئی تھیں، یہ میرے بڑے ابا ہیں اور میری مدر بہت اچھی گائناکولوجسٹ ہیں۔" وہ بڑی سنجیدگی سے اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

"مجھے عدینہ احمد کہتے ہیں، کچھ ماہ پہلے میں بھی میڈیکل کی اسٹوڈنٹ تھی، لیکن پھر کچھ وجوہات کی بنا پر چھوڑ دیا۔ اب نیکسٹ ایئر دوبارہ ایڈمیشن لوں گی۔" عدینہ نے بھی تعارف کی رسم نبھائی تو وہ چونک گیا۔ وہ دونوں چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے ہوئے اس جانب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑھنے لگے جہاں آپا صالحہ موجود تھیں۔
عدینہ کو کسی لڑکے کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے آتا دیکھ کر آپا صالحہ ہلکی سی کوفت کا شکار ہوئیں۔ وہ اسے لے کر سیدھی ان ہی کے پاس آئی تھی۔ آپا صالحہ کو اپنا سر ہلکا ہلکا سا گھومتا ہوا محسوس ہوا۔
"امی! یہ ارصم ہیں۔ میڈیکل کے اسٹوڈنٹ ہیں۔ ان کے بڑے ابا کو آپ کی رپورٹس چیک کروائی ہیں میں نے' وہ بہت اچھے فزیشن ہیں۔" عدینہ نے آپا صالحہ کے چہرے پر پھیلی ناگواری کو محسوس کرتے ہی فوراً" تعارف کروایا۔
"السلام علیکم آنٹی۔۔۔" آپا صالحہ نے چونک کر سامنے کھڑے لڑکے کی آنکھوں کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی ساخت اور شباہت انہیں کسی سے ملتی ہوئی محسوس ہوئی۔ انہوں نے صرف سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔
"عدینہ! گھر کب چلنا ہے۔" آپا صالحہ کو اپنی رپورٹس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔
"چلتے ہیں امی! لیکن آپ کے ابھی کچھ اور ٹیسٹ بھی ہوں گے۔" عدینہ نے محتاط انداز میں انہیں آگاہ کیا۔
"وہ کہاں ہوں گے؟" آپا صالحہ کوفت کا شکار ہوئیں۔
"اس کے لیے ہمیں لاہور میں شوکت خانم اسپتال جانا ہوگا۔"
عدینہ کی بات پر آپا صالحہ کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی۔ "کیا ابھی۔۔۔؟"
"نہیں' نہیں آنٹی! ابھی نہیں۔۔۔" وہ عدینہ کے بولنے سے پہلے ہی گویا ہوا۔
"تو کب۔۔۔؟" وہ اچھی خاصی پریشان ہوئیں۔
"میں ایک پروفیسر صاحب سے وہاں ٹائم لے لوں' آپ لوگ تب جائیے گا' وہ میرے بہت اچھے دوست کے فادر ہیں۔" وہ متانت بھرے انداز سے بولتے ہوئے آپا صالحہ کو ہلکا سا متاثر کر ہی گیا۔ انہوں نے پہلی دفعہ اسے غور سے دیکھا' وہ انہیں خاصا سلجھا ہوا اور شریف سا لڑکا لگا تھا۔
"شوکت خانم سے ٹیسٹ کروانے کو کیوں کہا ہے۔"
"آنٹی! ایسی کوئی سیریس بات نہیں ہے' بس ڈاکٹرز اپنی تسلی کے لیے بھی کچھ ٹیسٹ کرواتے ہیں نا' یوں سمجھیں' جسٹ فار فارمیلٹی۔۔۔" اس نے اتنی لاپروائی سے آپا صالحہ سے کہا تھا کہ عدینہ کو اپنا آپ بڑا ہلکا پھلکا سا محسوس ہوا ورنہ اس وقت سے اسے اپنی جان سولی پر لٹکی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ آپا کو کس طرح سے مطمئن کرے گی۔
"ڈاکٹر عدینہ! یہ میرا سیل نمبر ہے۔ آپ مجھ سے کانٹیکٹ کر لیجیے گا۔ ان شاء اللہ آپ کا پرابلم حل ہو جائے گا۔" وہ عدینہ سے مخاطب تھا' لیکن آپا صالحہ بڑے چوکنے سے انداز سے اس پر نظریں جمائے وہاں کھڑی تھیں۔ انہوں نے عدینہ کے ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے نمبر والی چٹ پکڑ لی۔ عدینہ اور ارصم دونوں نے ہی حیرانی سے ان کی اس حرکت کو دیکھا۔ ارصم کو احساس ہوا کہ وہ اس کی موجودگی سے خاصی پریشان سی دکھائی دے رہی ہیں۔ تب ہی وہ اختتامی دعائیہ الفاظ کہہ کر فوراً" ہی وہاں سے کھسک گیا۔
"تمہارا کوئی کلاس فیلو تھا کیا۔۔۔؟" آپا صالحہ کا دماغ بخار میں بھی خوب چل رہا تھا۔
"ہاں۔۔۔" عدینہ نے مصلحتاً" ان سے جھوٹ بولا تو وہ ایک دم چپ سی ہو گئیں۔
"میڈیکل کے پہلے سال میں ہے کیا؟"
"جی۔۔۔" عدینہ نے بھی تکا لگایا' ورنہ اتنے سوال و جواب کی تو نوبت ہی نہیں آئی تھی ارصم سے۔
"تم نے بلایا تھا اسے یا وہ خود ہی آیا ہوا تھا یہاں۔۔۔؟" آپا صالحہ کی نہ جانے کیوں تسلی نہیں ہو پا رہی تھی۔
"میں نے بلایا ہوتا تو میرے پاس پہلے سے اس کا سیل نمبر ہوتا۔ وہ اس وقت آپ کے سامنے نہ دے رہا ہوتا۔" عدینہ کے لہجے میں موجود بے زاری کو محسوس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرکے آپا صالحہ ایک دم ہی چپ ہو گئیں۔ عدینہ کی بات میں دم تو تھا۔

"اچھا لڑکا تھا۔۔۔" آپا صالحہ کے مثبت کمنٹس پر عدینہ حیرانی کے اظہار کے طور پر چلتے چلتے رکی۔ آپا صالحہ نے تعجب انگیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ کبھی کبھی آپ بہت عجیب باتیں کر جاتی ہیں۔" عدینہ نے اسپتال کے مین گیٹ کی طرف جاتے ہوئے برا سا منہ بنایا۔ آپا صالحہ اس کی ناک چڑھانے پہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیں' لیکن اس دفعہ وہ خاموش رہیں۔ ارصم کی آنکھوں نے انہیں الجھن میں ڈال رکھا تھا۔

☼ ☼ ☼

نیلم تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس رات کے بعد نکلنے والا سورج اس کے لیے مصائب' پریشانیوں اور صدمات کا ایک لامحدود سا طوفان لیے ہوئے طلوع ہوگا۔ صبح اس نے ڈپارٹمنٹ جاتے ہوئے بختاور کو نہیں اٹھایا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اسے شام کو اپنے پیرنٹس کے ساتھ جانا ہے۔ وہ معمول کے مطابق اپنی کلاسز لینے کے لیے نکل کھڑی ہوئی تھی۔ دوپہر کو دو بجے جب وہ کیمپس سے ہاسٹل پہنچی تو کمرے کے دروازے کے باہر ایک چھوٹی سی چٹ لگی ہوئی تھی۔ جس پر بختاور نے بڑی عجلت میں ایک فقرہ لکھا ہوا تھا۔

"میں جا رہی ہوں' تم اپنا بہت سا خیال رکھنا۔" نیلم کو یہ جملہ پڑھ کر عجیب سا احساس ہوا۔ وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی' اسے بختاور کے بغیر کمرہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ نہ جانے کیوں آج کھانا کھانے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ شام پانچ بجے کسی نے اس کا دروازہ بجا کر اس کے گیسٹ آنے کی اطلاع دی۔

"بختاور کے پیرنٹس آئے ہیں اسے لینے۔" ساتھ والے کمرے کی فاخرہ اسے اطلاع دے کر آگے بڑھ گئی۔

"بختاور کو لینے۔۔۔؟" نیلم کا دماغ بھک کر کے اڑا۔

"لیکن وہ تو شاید دوپہر میں ہی چلی گئی تھی۔" نیلم نے جلدی جلدی چپل پہنی اور تیزی سے سیڑھیاں اتر کر گیٹ کے پاس بنے گیسٹ روم میں پہنچی' جہاں بختاور کے والدین کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اسے اکیلا آتے دیکھ کر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف پریشانی سے دیکھا۔

"بیٹا! بختاور کہاں ہے؟ ہم لوگ اسے لینے آئے ہیں۔" اس کی والدہ نے فکرمند انداز سے نیلم کا حواس باختہ چہرہ دیکھا۔

"آنٹی! میں تو کیمپس گئی ہوئی تھی' واپس آئی تو بختاور یہ چٹ دروازے پر لگا کر جا چکی تھی' میں سمجھی آپ لوگوں کے ساتھ گئی ہے۔" نیلم نے بوکھلا کر انہیں اطلاع دی' اس کے منہ سے نکلنے والے اس فقرے کو سن کر بختاور کے والدین کا دماغ بھک کر کے اڑا۔

"کون سی چٹ۔۔۔؟" بختاور کی والدہ نے نیلم کے ہاتھ سے جھپٹا مار کر کاغذ کا ٹکڑا چھینا' وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہ اپنی بیٹی کی ہینڈ رائٹنگ کو بہت اچھی طرح پہچانتی تھیں۔ یہ بختاور کی ہی لکھائی تھی۔

"اس کا مطلب ہے' تمہاری بیٹی اس خبیث لڑکے کے ساتھ نکل گئی ہے۔" بختاور کے والد بولے نہیں' پھنکارے تھے۔ ان کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں' ایسا لگتا تھا جیسے وہ نیلم کو بھی کھڑے کھڑے جلا کر بھسم کر ڈالیں گے۔

"وہ اسی ہاشم کے ساتھ گئی ہے نا۔" بختاور کی والدہ صدمے بھرے انداز سے گویا ہوئیں۔ نیلم کو پہلی دفعہ اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ

FOR NEXT EPISODES VISIT PAKSOCIETY.COM

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY